داڑھی کی اہمیت
قرآن وسنت اور جدید سائنس کی روشنی میں
ڈاکٹر گوہر مشتاق

قرآن وسنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

داڑھی کی اہمیت

ڈاکٹر گوہر مشتاق

پی ایچ ڈی (بائیو کیمسٹری) رٹگرز یونیورسٹی (امریکہ)

ایم ایس سی (کیمسٹری) رٹگرز یونیورسٹی (امریکہ)

بی ایس سی (میڈیکل ٹیکنالوجی) پارک کالج (امریکہ)

ترجمہ:مشتاق حسین چودھری

اذان سحر پبلی کیشنز

منصورہ ملتان روڈ لاہور فون:042-5435667

نام کتاب	:	داڑھی کی اہمیت
مصنف	:	ڈاکٹر گوہر مشتاق
ترجمہ	:	مشتاق حسین چوہدری
ناشر	:	عباس اختر اعوان
		اذان سحر پبلی کیشنز، منصورہ۔ ملتان روڈ لاہور
اشاعت اول	:	جنوری 2008ء
اشاعت چہارم	:	دسمبر 2012ء (جدید ایڈیشن، اہم اضافوں کے ساتھ)
مطبع	:	رانا پرنٹرز، لاہور
قیمت	:	50 روپے

ملنے کے پتے:

- ......ادارہ معارف اسلامی منصورہ ملتان روڈ، لاہور۔ 5432419
- ......ادارہ مطبوعات طلبہ 1 اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور۔ 7553991
- ......دی بک ڈسٹری بیوٹرز، کراچی، 021-2787137
- ......مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون 051-2278843,2278845
- ......اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی 051-4830451
- ......ملک اولڈ بک ڈپو، کمیٹی چوک، راولپنڈی
- ......احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی
- ......مکتبہ تبلیغ اسلام، الاکرام بلڈنگ، راولپنڈی 5962137
- ......النور اسلامک بکس۔ سنگاپور پلازہ۔ صدر، راولپنڈی 5794605
- ......ادارہ تطہیر افکار، جی ٹی روڈ، پشاور۔ 091-262407
- ......ادارہ پاسبان خبر مرکز۔ 1 سرور روڈ نزد سٹیٹ بینک بلڈنگ، ملتان

فہرست مضامین

پیش لفظ

ڈاکٹر گوہر مشتاق نے اسلام میں داڑھی کی اہمیت پر نہایت ہی موثر انداز میں کتاب لکھی ہے۔آج کل کے دور میں جبکہ ''روشن خیال مسلمان'' داڑھی کی اہمیت کو کم سے کم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں، ڈاکٹر گوہر مشتاق نے مذہب اور سائنسی اصولوں پر یقین رکھتے ہوئے مذہبی گہرائی اور نفسیاتی پہلوؤں کا احاطہ داڑھی رکھنے اور داڑھی منڈوانے کے درمیان موازنہ کے ساتھ کیا ہے۔

خدائی احکام کی تشریح وتوضیح اور ساتھ ہی ساتھ موجودہ دور کی سائنسی شہادتیں اِس بات کی متقاضی ہیں کہ مسلمان مرد کیلئے داڑھی کا رکھنا موزوں اور مناسب ہے۔ڈاکٹر گوہر داڑھی کو مسلمان کی بہترین مذہبی شناخت قرار دیتے ہیں۔اس موضوع پر معلومات کا ایک بیش بہا ذخیرہ مہیا کر کے ڈاکٹر گوہر مشتاق نے انگلش بولنے اور سمجھنے والے مسلمانوں کے لیے قابلِ قدر خدمت کی ہے۔

امام زید شاکر (امریکن نو مسلم اسکالر)

ابتدائیہ (اُم عبد منیب کے قلم سے)

داڑھی ایک مرد کی مردانگی کی سب سے اہم اور نمایاں علامت ہے۔ داڑھی مرد کو وقار، خوبروئی، جرأت و شجاعت، سنجیدگی، مضبوط قوتِ فیصلہ کا حامل بننے میں اور معاشرے میں اسے ان خصوصیات کا حامل باور کرانے میں اہم عامل ہے۔

اگر کسی مرد کے چہرے پر داڑھی نہ ہو تو اس کا چہرہ نہایت بھدّا لگتا ہے، کیوں کہ مرد کے چہرے کے عضلات اور خال وخد عورت کے چہرے کی نسبت سخت ہوتے ہیں، اگر اس چہرے پر داڑھی ہو تو خیر! ورنہ مرد کا چہرہ عورت کے چہرے کی طرح نازک اور خوبصورت تو بننے سے رہا۔
جس خالق نے انسان کی تخلیق کی، اس نے جسمانی طہارت اور نفاست کے چند فطری طریقے بھی بتا دیے، جن دو جگہوں کے بال صاف کرنا طہارت اور نفاست کے لیے لازم تھے انہیں صاف کرنے کی تاکید کی گئی لیکن ان کے علاوہ پورے جسم پر جہاں جہاں جتنے جتنے بال اگتے ہیں، ان کو ختم کرنے یا اڑا دینے کو ناپسندیدہ سمجھا گیا سوائے سر کے بالوں کے۔ کہ انہیں ایک حد تک مرد ترشوا سکتے ہیں، یا منڈوا بھی سکتے ہیں، جب کہ خواتین کے لیے ان کے سر کے بالوں کو اپنی فطری رفتار تک بڑھنے دینا ہی اسلامی نفاست کا تقاضا ہے۔ دورِ حاضر میں مسلمان عورتوں نے غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی سر کے بالوں کی تراش وخراش اور مردوں نے داڑھی کے بالوں کو صاف کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔

ڈاکٹر گوہر مشتاق نے داڑھی کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں بھی واضح کی ہے اور ماہرینِ عمرانیات، ماہرینِ نفسیات اور سائنسی تجربوں کی روشنی میں بھی وضاحت کی ہے کہ داڑھی مرد کا فطری حسن ہے، اس حسن کو کھو دینا مردانگی نہیں، فرزانگی نہیں بلکہ حماقت اور بے وقوفی ہے۔

داڑھی کی اہمیت،قرآن وسنت اور جدید سائنس کی روشنی میں ..8

ایک مسلمان کے لیے تو نبی پاک ﷺ کے عمل میں آجانے والے کام کے لیے کسی مزید حوالے کی ضرورت ہونی ہی نہیں چاہیے۔نامعلوم دورِحاضر کے کچھ من چلے مسلمان کیسے مسلمان ہیں؟ اُن کا نبی ﷺ سے محبت کا کیا معیار ہے کہ وہ اتباعِ رسالت کی بجائے اتباعِ کافر کر کے بھی یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ عاشقانِ رسالت ہیں۔

یہ تو حقیقت ہے کہ داڑھی اللہ تعالیٰ کا مرد کے جسم کو عطا کردہ فطری زیور ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو تقریباً آٹھ صحیح احادیث میں داڑھی بڑھانے کی تاکید کی، صحابہ کرام اور اسلاف نے داڑھی بڑھانے ہی کو ایک مومن مرد کے حلیے کا سنگھار ہمیشہ جانا اور اُس سنگھار کے ساتھ ہی محراب و منبر، گھر اور باہر، معاملات اور تجارت میں ساری زندگی گزاری۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دے۔کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔عورتوں کو چاہیے کہ اسے پڑھ کر اپنے بھائی، بیٹوں، شوہر اور دیگر رشتہ دار مردوں کو اسکی اہمیت سے آگاہ کریں اور مردوں کو چاہیے کہ فی الفور حکم نبویؐ پر آمنا وصدقنا کہیں۔

اُمِ عبد منیب

مصنف ہیں۔ اُن کی اردو کی کتابوں کی لسٹ درج ذیل ہیں:

1......ایک آنکھ والا دجال

2 .....موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

3 ......انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ

4 ......معرکہ روح و بدن

5 ......پردہ : عقلمند خواتین کا انتخاب

6 ......دجالی دور اور مسلم نوجوان

7 ......داڑھی کی اہمیت، قرآن وسنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

8 ......ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

9 ......سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر

10......سورۃ یٰسٓ کی تفسیر، کتاب وسنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں

11 ...... تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

12 ...... روزے کے روحانی اور طبی فوائد۔ قرآن، حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں

عرض ناشر

داڑھی اسلام کا جس قدر اہم شعار ہے استعماری قوتوں اور ان کے احمق ایجنٹوں نے اس عظیم شعار کو نشانہ تضحیک بنانے اور اسے اسلام کے پیروکاروں سے رخصت کرنے کی اسی قدر زیادہ کوششیں کی ہیں۔بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اپنی کوششوں میں بالکل ناکام نہیں رہے۔

ڈاکٹر گوہر مشتاق صاحب کی اس کاوش کی بہت بڑی اہمیت یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف اسلامی تعلیمات اور اسلامی تاریخ کے تناظر میں داڑھی کی اہمیت واضح کی ہے بلکہ جدید سائنس کی روشنی میں داڑھی کے طبی فوائد کے حوالے سے تمام تر تحقیقات کو جمع کر دیا ہے۔اس کتاب کے انگلش ایڈیشن نے امریکہ اور برطانیہ میں قارئین پر خوشگوار اثرات مرتب کیے ہیں اور متعدد افراد نے داڑھی سے اپنے چہروں کو مزین کر لیا ہے۔کچھ ایسے ہی اثرات اس کتاب کے اردو ایڈیشن کے مطالعے سے اردو خواں حضرات میں بھی دیکھنے میں آئے۔جن میں سے کچھ حضرات کے تاثرات کتاب کے آخر میں شائع کیے جا رہے ہیں۔ہم امید کرتے ہیں کہ اردو پڑھنے والے قارئین میں یہ اثرات پھیلتے جائیں گے اور ان شاء اللہ اس کتاب کے مطالعے سے اسلام کے اس شعار کو ہمارے معاشرے میں اور زیادہ فروغ حاصل ہوگا۔

عباس اختر اعوان

"In the beard there is Attraction,

Protection and Perfection for Men."

(Dr. Gohar Mushtaq)

”داڑھی رکھنے میں مردوں کے لئے کشش بھی ہے،

حفاظت بھی اور شخصیت کی تکمیل بھی۔“

دیباچہ

جب چشمہ پہاڑ کے اندر سے نمودار ہوتا ہے۔تو اُس کا پانی شفاف آئینے کی مانند ہوتا ہے لیکن جب یہی صاف پانی نیچے کی جانب میدانوں اور زمینوں کی طرف بہتا چلا جاتا ہے تو راہ میں آنے والی گندگی اور غلاظت اُس پانی کو گدلا اور کیچڑ والا بنا دیتا ہے۔ جو لوگ اشیاء کو سطحی نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ پانی کی آخری حالت کو دیکھ کر یہی کہیں گے کہ پانی ابتداء سے ہی میلا کچیلا چلا آ رہا ہے۔یہی مثال دین کے بارے میں بھی صادق آتی ہے۔چودہ سو سال پہلے اسلام کا صاف پانی چشمہ مکہ کے پہاڑوں سے نکلا اور مشرق و مغرب کی طرف بہتا چلا گیا۔ پھر مقررہ وقت کے ساتھ ساتھ اسلام رسوم و رواج کی ملاوٹ اسلام کے چشمہ صافی میں داخل ہوتی گئیں۔پھر بعد کی آنے والی نسلوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ سب کچھ اسلام کا ہی حصہ ہیں۔اسلام کے چشمہ صافی میں دخل اندازی اور ملاوٹ کی ایک مثال داڑھی منڈوانے کی رسم ہے۔اسلامی ثقافت میں داڑھی منڈوانے کی بدعت کو اس قدر فروغ حاصل ہوا۔ کہ آج مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد داڑھی منڈوانے کو سرے سے عیب ہی نہیں سمجھتے۔

اللہ پاک کی کتاب قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سنت دونوں اسلام کے چشمہ صافی کے منبع ہیں۔لہٰذا اسلام کا صاف اور شفاف چہرہ دیکھنے کیلئے اُس کے اصل ماخذ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔داڑھی منڈوانے یا شیو کرنے کا عمل ہم نہ تو پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے میں دیکھتے ہیں اور نہ ہی ان کے صحابہؓ کے دور میں ایسی کوئی مثال ملتی ہے۔حتیٰ کہ اصحاب رسول ﷺ کے بعد کے لوگوں میں بھی داڑھی منڈوانے کا کوئی چلن ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔

آج کے دور میں مسلمانوں کا اخلاقی انحطاط اِس حد تک گر چکا ہے کہ ہم اُس مسلمان کو قدامت پسند اور پست خیال تصور کرتے ہیں جس کے چہرے پر داڑھی کے آثار نمایاں ہوں۔ ایسے مسلمان جو داڑھیوں سے آراستہ ہوتے ہیں اُنہی کے دوست ساتھی اُن کا تمسخر اُڑاتے ہیں۔ بلکہ ان پر بنیاد پرستی (fundamentalist) کا لیبل بھی چسپاں کرتے ہیں۔ ہمارے قول اور فعل میں اتنا واضح تضاد پایا جاتا ہے کہ ہمارے اکثر نعت خواں حضرات جو ہر وقت رسول پاک ﷺ کی محبت میں نعت خوانی کرتے ہیں، باقاعدگی سے شیو کرتے ہیں اور اس پر یہ دعویٰ بھی ہے کہ ہمیں اللہ کے پیغمبر ﷺ سے گہری عقیدت ہے۔ اور بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نعت خواں حضرات صرف نعت سنانے کیلئے گھر سے دو مرتبہ شیو کر کے مجلسوں میں آتے ہیں۔ عربوں کا تو اِس سے بھی بڑا حال ہے۔ اُن کے حفاظ حضرات بالخصوص مصر وغیرہ کے حفاظ کا یہ حال ہے کہ وہ کلین شیو چہروں کے ساتھ تراویح کی نماز کی جماعت کروا رہے ہوتے ہیں اور قرآن نہایت لہک لہک کر پڑھ رہے ہوتے اور قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اتر رہا ہوتا۔ اِس طرح یہ لوگ اپنے قول کی نفی اپنے عمل سے کرتے ہیں کیونکہ آج ہم قرآن پاک کا بنیادی پیغام بھول گئے ہیں:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾

''تمہارے پاس بہترین اسوہ تمہارے پیغمبر کی زندگی ہے۔'' (سورۃ احزاب)

ماضی قریب میں یورپین شہنشاہت نے مسلمانوں کو نوآبادیات کے شکنجے میں جکڑے رکھا اور بعض نوآبادیات کو برسوں تک محکوم رکھا گیا۔ اَب جبکہ وہ مسلمان ممالک سیاسی طور پر آزاد ہو چکے ہیں تو اپنی محکومیت کے زمانے کے اثرات ابھی تک اُن کے ذہنوں سے مندمل نہیں ہوئے۔ بدقسمتی سے کچھ مسلمان ممالک میں لڑکیوں کے والدین اپنی بیٹیوں کے رشتے ایسے نوجوان لڑکوں کو دینے سے انکار کر دیتے ہیں جنھوں نے داڑھی رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ غلامانہ ذہن (slave-mentality) کی عکاسی ہے کہ ایسے والدین یہ سوچ رکھتے ہیں کہ چہرے پر

داڑھی کا ہونا مرد کو عورت کے نزدیک غیر جاذبِ نظر بنا دیتا ہے۔حالانکہ حالیہ تحقیقات جو کہ ماہرینِ نفسیات نے کی ہیں اُن کے مطابق ایک انسان کے چہرے پر داڑھی کا ہونا اُسے زیادہ دلکش، زیادہ ذہین، ایماندار اور بہادر ثابت کرتا ہے، نہ صرف کہ عورتوں کی نگاہوں میں بلکہ مردوں کی نگاہوں میں بھی ۔اِن تحقیقات سے متعلق تفصیلات بعد میں اسی کتاب میں بیان کی جائیں گی۔

مختصراً یہ کہ داڑھی جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام بنی نوع انسان کو بھیجے گئے انبیاء کی عظیم سنت رہی ہے۔آج کے زمانہ میں مُضحکہ خیز بات بن گئی ہے۔ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا تھا:

اِعْلَمْ اَنَّ مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي اُمِيتَتْ بَعْدِي كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ

(ترمذی، ابن ماجہ) **(1)**

"جان لو کہ جو شخص میری سنت کو اُس وقت زندہ کرے گا جب کہ لوگ اُس پر عمل کرنا چھوڑ چکے ہوں گے تو اُس شخص کو اُس سنت پر عمل کرنے والے کے برابر اجر اور ثواب دیا جائے گا اور دونوں کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔"

یقیناً یہی حدیث ہے جس نے میرے اندر داڑھی رکھنے کے موضوع پر ایک کتاب لکھنے کی تحریک پیدا کی ۔یہاں یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ میں نہ صرف اسلامی علوم کا طالب ہوں۔ بلکہ تعلیمی لحاظ سے سائنسدان بھی ہوں۔اپنی دوطرفہ تعلیمی صلاحیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے میرا کامل یقین ہے کہ اسلام کا ہر حکم یا تاکید اپنے اندر گہری حکمت و دانائی رکھتی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی

1) امام ترمذی نے اِس حدیث کو حسن کا درجہ دیا ہے۔

رحمت اور کرم نوازی ہے جو اُس نے اپنی مخلوق پر کی ہے۔اور سب باتوں سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ مجھے حضرت محمد ﷺ کا چہرہ پسند ہے اور اُس چہرہ مبارک پر داڑھی سجی ہوئی تھی۔

اس کتاب کے پہلے حصہ میں داڑھی کی اہمیت یا مقام کو قرآن وسنت کی روشنی میں اور مسلمان سکالرز کے فتووں کی بنیاد پر بیان کیا گیا ہے۔کتاب کا دوسرا حصہ ماہرین نفسیات اور طبیعیات (Psychologists and medical researchers) کی سائنسی ریسرچ پر مبنی ہے۔کتاب کا تیسرا حصہ اُن وجوہات کو پیش کرتا ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اندر داڑھی نہ رکھنے کا کلچر کیسے پھیلا۔کتاب کا چوتھا حصہ داڑھی سے متعلق متفرق مسائل زیر بحث لاتا ہے۔کتاب کے اختتامی اور پانچویں حصے میں، میں نے داڑھی سے مناسبت رکھتی ہوئی کچھ حقائق پر مبنی کہانیاں تحریر کی ہیں۔

میں امام زید شاکر کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے میری کتاب کے مسوّدے کو صبر و تحمل سے پڑھا اور اپنی بصیرت افروز رائے سے نوازا۔آپا اُم عبد منیب بھی شکریہ کی مستحق ہیں کہ اُنھوں نے کتاب کا ابتدائیہ لکھا۔ میں اپنے استاد امام عبد الرحمٰن کاشمیری اور دیگر مذہبی اساتذہ کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں۔ میں اپنے والدین مشتاق چوہدری اور فریدہ مشتاق کا بھی شکرگزار ہوں۔نہ صرف اس لیے کہ انہوں نے مجھے اسلامی تعلیم دی بلکہ اِس لیے بھی کہ اُنہی کی حوصلہ افزائی پر میں نے چوبیس سال کی عمر میں داڑھی رکھنے کا فیصلہ کیا اور آخر میں اپنی بیوی سعدیہ اشتیاق کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں جس نے ہمیشہ میری داڑھی کی تعریف کی اور یقیناً داڑھی سے متعلق میرا یہ تحقیقی مقالہ اُس کے تعاون کے بغیر پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔

گوہر مشتاق (امریکہ)

باب اول

داڑھی کا رکھنا، قرآن وسنت کی روشنی میں

قرآن پاک میں اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً ○ (سورة الاحزاب: 36)

''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول ﷺ کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اُس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

سورۃ النور میں اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ (سورۃ النور :63)

''جو لوگ اُس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کی مخالفت کرتے ہیں تو انہیں آگاہ ہونا چاہیے کہ ایک تکلیف دینے والا عذاب عنقریب آیا ہی چاہتا ہے۔

سورۃ الروم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفاً فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الروم:30)

''ایک سچے مومن کی طرح دین اسلام میں داخل ہو جاؤ اور عین اُس فطرت کے مطابق ہو جاؤ جس فطرت پر انسان کی تخلیق ہوتی ہے اور اللہ کی تخلیق یا فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ اور یہی سچا دین (راستہ) ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اُس کا یقین نہیں رکھتے کہ بالآخر اُسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قطعیت کے ساتھ حکم دیا ہے کہ ہمیں اللہ کے بتائے ہوئے راستے کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔ فطرت یا سیدھے راستے کے مطابق زندگی گزارنے کیلئے ضروری ہے کہ ہمیں فطرت ہی (یعنی قرآن اور سنت) سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے صاف اور سلیم فطرت کی دس خوبیاں بیان کی ہیں (صحیح مسلم) جن میں سے ایک صفت یہ ہے کہ مونچھوں کو ترشوایا جائے اور دوسرا یہ کہ داڑھی کو اُگنے دیا جائے۔ اور مرد کی فطرت میں بھی یہ بات ہے کہ اُس کی داڑھی اُگتی ہے اور یہی وہ خط امتیاز ہے جو ایک مرد اور عورت کے درمیان فرق کرتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (بخاری، کتاب اللباس)

''اللہ تبارک تعالیٰ اُن مردوں پر لعنت بھیجتے ہیں جو عورتوں کی نقالی کرتے ہیں اور اُن عورتوں پر بھی لعنت بھیجتے ہیں جو مردوں کی نقالی کرتی ہیں۔'' (یعنی مرد، عورتوں کے طور طریقے اپنائیں اور عورتیں، مردوں کے اطوار اپنائیں)

علاوہ ازیں، جب شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے ضمن میں اللہ پاک کے حکم کو نہ مانا اور اللہ تعالیٰ نے اُس پر لعنت بھیجتے ہوئے جنت سے نکل جانے کا حکم دیا تو اُس وقت شیطان نے قسم کھائی کہ وہ بنی نوع انسان کو بھٹکاتا رہے گا۔اُس نے اللہ سے کہا:

﴿ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ ﴾ (سورۃ النساء 4:199)

''میں انسان کو ایسے رستوں کی طرف رغبت دلاؤں گا کہ وہ اللہ تبارک کے بتائے ہوئے فطری طریقوں کو بدل دیں گے۔''

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسرین قرآن کہتے ہیں کہ داڑھی منڈوانا (شیو کرنا) (shaving the face) فطری اصولوں سے انحراف کے مترادف ہے۔ قرآن کی مندرجہ بالا آیت سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت ہر حال میں کرنی چاہیے کیونکہ بہت ساری مستند احادیث کے مطابق آپ نے داڑھی رکھنے کی تاکید کی اور داڑھی صاف کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔انہی احادیث نبوی ﷺ میں سے چند حدیثیں داڑھی رکھنے کی تاکید کے ضمن میں یہاں پیش کی جاتی ہیں:

حدیث نمبر 1:

خالفوا المُشركينَ، اَحْفُوْا الشَّوَارِبَ، وَاَوْفُوْا اللِّحٰى.

(صحیح مسلم 147/3،صحیح بخاری [5892])

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

''اپنے آپ کو مشرکین کی وضع قطع سے بالکل علیحدہ رکھو۔اپنی موچھوں کو کتراؤ اور اپنی داڑھیوں کو بڑھاؤ۔''

حدیث نمبر 2:

اَنْهِکُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوْا اللِّحٰی. (صحیح بخاری، کتاب اللباس)

''مونچھیں ترشواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔''

حدیث نمبر 3:

جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰی، خَالِفُوا الْمَجُوْسَ.

(صحیح مسلم [147/3] مع النووي)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''مجوسیوں اور آتش پرستوں کے برخلاف اپنی مونچھوں کو کٹواؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔''

حدیث نمبر 4:

فارس کے حکمران خسرو کے نامزد کردہ یمن کے گورنر نے ایک وفد رسول ﷺ خدا کے پاس بھیجا اور آپ کو طلب کیا۔ وہ وفد جب آنحضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے ان کی ایسی عجیب وغریب ہیئت (یعنی کلین شیو چہرے) دیکھ کر حقارت آمیز انداز میں پوچھا۔ تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے اور تمہیں کس نے ایسا کرنے کو کہا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے آقا نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے (ان کا اشارہ خسرو بادشاہ کی طرف تھا) آپ ﷺ نے جواب دیا ہمارے بزرگ وبرتر رب نے ہمیں داڑھی رکھنے اور مونچھیں منڈوانے کا حکم دیا ہے۔ (ابن جریر الطبری، تاریخ الامم والملوک) (1)

---

1) یہ روایت طبری کے علاوہ ابن اثیر نے الکامل فی التاریخ (جلد 2، صفحہ 146) میں اور علامہ ابن کثیر نے البدایۃ و النہایۃ (جلد 4، صفحہ 269) میں بھی روایت کی ہے۔

یہ حدیث پاک مختلف موضوعات پر روشنی ڈالتی ہے:

- اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کی اُس داڑھی مونڈھنے والی حرکت کو اس قدر ناپسند کیا کہ انکے چہروں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا۔
- ایسے مسلمان جو داڑھی نہیں رکھتے انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کل قیامت کے دن ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کا کس منہ سے سامنا کریں گے اور اس وقت کیا محسوس کریں گے کہ ساری زندگی داڑھی والی سنت کے برعکس زندگی گزارتے رہے۔
- اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ داڑھی مونڈھنے کا عمل ایک غیر مسلمانہ طریق کار ہے۔
- اگر چہ وفد کے دونوں ارکان فارس کے بادشاہ خسرو کی جانب سے آنحضرت ﷺ کے گرفتاری کے احکامات لیکر آئے تھے تاہم رسول اللہ ﷺ بالکل نہیں گھبرائے اور سچ بات اُن کے منہ پر کہہ دی۔

حدیث نمبر 5:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّہٗ اَمر بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبَ وَاِعْفَاءِ اللِّحْیَۃ. (صحیح مسلم [147/3] مع النووي)

عبداللہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''مجھے اللہ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ مونچھوں کو ترشوا دوں اور داڑھی رکھنے کا اہتمام کروں''۔

حدیث نمبر 6:

عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،قالت:'' قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:عشر من فطرۃ: قص الشارب

واعفاء اللحية والسواک و استنشاق الماء و قص الاظفار و غسل البراجم و نتف الابط و حلق العانة وانتقاص الماء قال زکریا قال مصعب و نسیت العاشره الا ان تکون المَضْمَضَةَ.

(رواہ مسلم 129/1)

حضرت محمد ﷺ کی زوجہ اور مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فطرت کی دس خوبیاں گنوائی ہیں:

1- مونچھوں کا ترشوانا
2- داڑھی کو اگنے دینا
3- دانتوں کی صفائی کیلئے مسواک کا استعمال
4- وضو کرتے وقت ناک کے نتھنوں میں پانی کی رسائی
5- ناخنوں کا کٹوانا
6- انگلیوں کے درمیانی حصے کو دھونا
7- بغلوں کے بالوں کی صفائی
8- بلوغت کے بعد زیرناف بالوں کی صفائی
9- جسم کے پوشیدہ حصوں کی پانی سے صفائی کا اہتمام (رفع حاجت اور پیشاب کے بعد)
10- اس حدیث کے راوی مصعب ابن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ دسویں بات وہ بھول گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شاید دسویں بات منہ میں پانی ڈالنے کے متعلق ہے جبکہ وضو کیا جائے۔

عربی کے لفظ ''فطرۃ'' کا مطلب ہے ایسی فطرت جو انسان کی جبلت میں پائی جاتی ہے۔ اس لفظ کا مفہوم ''انسان کی فطری حالت'' (aboriginal state of man) سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات حیران کن اور دلچسپی سے خالی نہیں کہ آسٹریلیا کے قدیم ترین

باشندے (Aborigines of Australia) اپنے بعض اعمال و افعال کے اعتبار سے مسلمانوں کے بالکل مشابہ ہیں ۔ وہ قدیم لوگ آج بھی داڑھی رکھتے ہیں۔ مونچھیں کترواتے ہیں ۔زیر ناف اور بغل کے نیچے کے بالوں کی شیو کرتے ہیں ۔ یہ لوگ بہت زمانوں سے دنیا سے الگ تھلگ زندگی گزار رہے تھے اور انہیں جدید سوسائٹی کی غیر فطری زندگی کی ہوا نہیں لگی تھی ۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت کے عین مطابق زندگی بسر کر رہے تھے یعنی ایسی فطرت جو پیدائش کے وقت اُس کی جبلت میں رکھ دی جاتی ہے اور یہی وہ فطرت ہے جس کا اوپر کی حدیث میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر 7:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال لمافتح رسول اللّٰہ صلّٰی اللّٰہ علیه وسلم مکة قال"اِنَّ اللّٰہَ ورسولَہٗ حُرِّمَ عَلَیْکُم شُرْبَ الْخَمْرِوَثَمَنَھَا وَحُرِّمَ عَلَیْکُم اکل المیتة وَثَمَنَھَا وَ حُرِّمَ عَلَیْکُم الخنازیرَ وَ اکلھا وَثَمَنَھَا وَقُصُّوْا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوْا اللُّحٰی وَ لَاتَمْشُوْا فِیْ الْاَسْوَاقِ اِلَّا وَ عَلَیْکُمُ الاِزَار ، اِنَّهٗ لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ سُنَّة غَیْرِنَا"

(رواہ الطبرانی فی الاوسط / مجمع الزوائد) (1)

''حضرت ابن عباسؓ اس حدیث کے راوی ہیں کہ جب حضور ﷺ نے مکہ کو فتح کرنے کے بعد مسلمانوں کیلئے کھولا تو اعلان کیا کہ اللہ پاک نے شراب کے پینے اور اُس کی خرید وفروخت پر

1) یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ہے کیونکہ امام ابو بکر الهیثمی ''مجمع الزوائد'' (کتاب البیوع، رقم 6417) میں بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کے راویوں میں یوسف بن میمون کو بعض آئمہ (مثلاً امام احمد) نے ضعیف کہا ہے لیکن امام ابن حبان کے مطابق یہ راوی ثقہ تھا۔

پابندی عاید کردی ہے یعنی حرام قراردی ہے،مردار کا گوشت کھانے اور اُس کی خرید وفروخت پر پابندی عاید کردی ہے، خنزیر کا گوشت کھانے اور اُس کی خرید وفروخت پر پابندی عاید کردی ہے اور فرمایا کہ مونچھیں ترشواؤ اور داڑھی رکھو۔ بازاروں میں مادر زاد ننگے ہو کر مت پھرو بلکہ اپنی کمروں کے اردگرد سلا ہوا کپڑا لپیٹ لیا کرو۔ اور یہ کہ جو کوئی مسلمان بھی غیر مسلموں کے طور طریقے اپنائے گا تو وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔

حدیث نمبر 8:

عَنْ اَبِیْ امَامَۃَ قَالَ قُلْنَا یَارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: اِنَّ اَهْلَ الْکِتابِ یقصُّوْنَ عَثَانِیْنَهُمْ وَ یُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ .قَالَ :فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قُصُّوْ ا سِبَالَکُمْ وَ وَفِّرُوْا عَثَانِیْنَکُمْ وَ خَالِفُوْا اَهْلَ الْکِتَابِ. (مسند احمد) (1)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ اہل کتاب اپنی داڑھیاں کٹواتے ہیں اور مونچھیں رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’تم لوگ مونچھیں کتروایا کرو اور داڑھیوں کو رکھو اور اہل کتاب سے مختلف طرز پر رہو۔‘‘

---

1) مسند احمد (5/264-265) کی اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے القاسم کے جنھوں نے یہ حدیث ابوامامہؓ سے سُنی۔القاسم راوی کے متعلق محدثین نے کچھ کلام کیا ہے۔ اس حدیث کو الحافظ ابن حجر نے ’’الفتح‘‘ (10/354) میں حسن کا درجہ دیا ہے۔ شیخ ناصرالدین البانی نے بھی ’’الصحیحۃ‘‘ (1245) میں اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

پابندی عاید کردی ہے یعنی حرام قرار دی ہے، مردار کا گوشت کھانے اور اُس کی خرید وفروخت پر پابندی عاید کردی ہے، خنزیر کا گوشت کھانے اور اُس کی خرید وفروخت پر پابندی عاید کردی ہے اور فرمایا کہ مونچھیں ترشواؤ اور داڑھی رکھو۔ بازاروں میں مادر زاد ننگے ہو کر مت پھرو بلکہ اپنی کمروں کے اردگرد سلا ہوا کپڑا لپیٹ لیا کرو۔ اور یہ کہ جو کوئی مسلمان بھی غیر مسلموں کے طور طریقے اپنائے گا تو وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔

حدیث نمبر 8:

عَنْ اَبِیْ اَمَامَۃَ قَالَ قُلْنَا یَارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: اِنَّ اَھْلَ الْکِتابِ یقصُّوْنَ عَثَانِیْنَھُمْ وَ یُوَفِّرُوْنَ سِبَالَھُمْ .قَالَ :فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قُصُّوْ ا سِبَالَکُمْ وَ وَفِّرُوْا عَثَانِیْنَکُمْ وَ خَالِفُوْا اَھْلَ الْکِتَابِ. (مسند احمد) (1)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ اہل کتاب اپنی داڑھیاں کٹواتے ہیں اور مونچھیں رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم لوگ مونچھیں کتروایا کرو اور داڑھیوں کو رکھو اور اہل کتاب سے مختلف طرز پر رہو۔“

---

1) مسند احمد (5/264-265) کی اِس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے القاسم کے جنھوں نے یہ حدیث ابو امامہؓ سے سُنی۔ القاسم راوی کے متعلق محدثین نے کچھ کلام کیا ہے۔ اِس حدیث کو الحافظ ابن حجر نے ”الفتح“ (10/354) میں حسن کا درجہ دیا ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی نے بھی ”الصحیحۃ“ (1245) میں اِس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 9:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَلَاقٌ

(مجمع الزوائد، رقم 224/8) **(1)**

''جس نے اپنی داڑھی کے بالوں کو مسخ کیا اُسے اللہ کی رحمت سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔''

قاضی شمس الدین اپنی کتاب ''اسلام میں داڑھی کی شرعی حیثیت'' میں اِس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علمائے حدیث کے نزدیک داڑھی کے بالوں کو مسخ کرنے سے مراد داڑھی کٹوانا ہے۔مثلاً علامہ ابن اثیر نے "النهاية" میں، ابن منظور نے "لسان العرب" (جلد 8،صفحہ 203) میں، ابو الولید الباجی نے ''شرح المؤطا'' (جلد 3،صفحہ 32) میں، علامہ کاشانی نے "بدائع الصنائع" (جلد 2،صفحہ 193) میں داڑھی کے بالوں کو مسخ کرنے سے مراد داڑھی کٹوانا اور شیو کرنا ہی لیا ہے۔

اوپر بیان کی گئی احادیث مبارکہ کو دیکھ کر ایک اہم چیز یہ سامنے آتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں متنبہ فرمایا ہے کہ داڑھی منڈوانے کا عمل ایک غیر مسلم کا عمل ہے اور اُن کی نقالی

---

1) اِس حدیث کو الطبرانی فی الکبیر (رقم 10977/41/11) میں بھی روایت کیا گیا ہے۔ امام الہیثمی "مجمع الزوائد'' میں اِس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے حجاج بن نصیر کے جس کو اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے۔البتہ عظیم محدث امام ابن حبان نے حجاج بن نصیر کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔

ہے۔ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (سنن ابوداؤد) (1)

''جو کوئی کسی دوسری قوم یا لوگوں کی نقالی کرے گا اُس کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوگا۔''

اسکے علاوہ اِس موضوع پر حضور ﷺ کی اور بھی بہت سی روایات ہیں لیکن کسی حق بات کے جاننے والے متلاشی کیلئے مندرجہ بالا احادیث سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کیلئے کافی ہونی چاہئیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کے جسمانی خدوخال

قاضی عیاض اپنی سیرت کی مشہور کتاب ''الشفاء'' میں حضور ﷺ کے جسمانی اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آپ ﷺ کا رنگ کھلتا ہوا صاف شفاف تھا۔آنکھیں سیاہ رنگ کی مگر کشادہ اور جن میں سُرخ رنگ کے ڈورے نمایاں۔لمبی پلکیں۔سفید رنگت اور اُٹھی ہوئی ناک تھی جبکہ سامنے کے دونوں دانتوں کے درمیان وقفہ تھا۔

آپ کا چہرہ مبارک گول مگر چوڑائی کی جانب تھا اور داڑھی گھنی اور سینے تک پھیلی ہوئی تھی۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آج تک آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت انسان نہیں دیکھا۔آپ کا چہرہ سورج کی طرح چمکتا رہتا تھا۔

اُم معبد رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: اگر آپ کو دور سے دیکھیں تو لوگوں کے درمیان انتہائی خوبرو دکھائی دیتے تھے اور قریب سے دیکھنے پر خوبصورت اور باوقار نظر آتے تھے۔

---

1) اس حدیث کو عصر حاضر کے محدث شیخ ناصر الدین البانیؒ نے اپنی کتاب ''صحیح الجامع'' (جلد 2 صفحہ 1058) میں صحیح قرار دیا ہے۔

مسلمان علماء کا داڑھی رکھنے کے بارے میں فتویٰ:

یہاں پر داڑھی کے موضوع پر مسلمان آئمہ دین کے فتاویٰ بیان کرنا ضروری ہیں۔ چاروں آئمہ دین امام ابوحنیفہ، امام الشافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل اِس امر پر مکمل اتفاق رائے رکھتے ہیں کہ داڑھی کا کاٹنا ایک ممنوع اور حرام فعل ہے۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ ابوسفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ اس پر متفق ہیں کہ اگر کسی آدمی کی داڑھی کٹوا دی جائے تو یہ ایسے ہے کہ جیسے کسی کا کوئی عضو کاٹ دیا جائے اور کاٹنے والے کو دیت اُسی حساب سے ادا کرنی پڑے گی کہ جیسے کسے کے ہاتھ پاؤں یا آنکھ کے عوض ادا کرنی پڑتی ہے۔

امام الغزالیؒ اپنی دینی کتاب احیاء العلوم لکھتے ہیں کہ ایک شخص ایک مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی عدالت میں پیش ہوا۔ وہ شخص اپنی داڑھی کی شیو کرتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اُس شخص کی گواہی ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

علماء اور آئمہ کے نزدیک داڑھی کی حیثیت کے بارے میں مندرجہ ذیل فتاویٰ اور نقطہ ہائے نظر آتے ہیں:

محمد علاؤالدین حسکفی:

حنفی فقہ کے عظیم عالم علامہ محمد علاؤالدین حسکفی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق:

''داڑھی کو اس حد تک کاٹنا حتیٰ کہ وہ مٹھی بھر سے بھی کم ہو یہ قطعاً ممنوع ہے جیسا کہ مغرب کے لوگ تھوڑے سے حصے پر داڑھی کا نشان رکھ لیتے ہیں۔ شرعی نقطہ نگاہ سے اس کی اجازت نہیں ہے اور جہاں تک داڑھی کو مکمل کاٹنے یعنی شیو کرنے کا معاملہ ہے یہ انڈیا کے یہودی اور فارس کے آتش پرستوں کا شیوہ رہا ہے۔'' (درالمختار)

امام شافعی:

عظیم اسلامی مفکر اور فقیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابُ الاُم میں واضح کیا

ہے کہ داڑھی کی شیو کرنا ایک ممنوع عمل ہے۔

شیخ ابوالحسن مالکی:

مشہور مالکی عالم شیخ ابوالحسن مالکی رحمۃ اللہ علیہ "شرح الرسالہ" میں لکھتے ہیں:

''داڑھی کو اِس حد تک کاٹ ڈالنا کہ داڑھی کی اصل صورت مسخ ہو جائے بالکل منع ہے۔ لیکن اگر داڑھی کافی بڑھ جائے تو اُس کو اِس حد تک تراش خراش کرنا کہ مسخ کی تعریف میں نہ آئے تو ایسی صورت میں اجازت ہے۔تاہم پھر بھی یہ ناپسندیدہ ہی ہے۔''

حافظ ابن عبدالبر:

مالکی سکالر حافظ ابن عبدالبر الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب التمہید'' کا دیباچہ لکھتے ہوئے واضح کرتے ہیں:

''داڑھی منڈوانا ایک ممنوع عمل ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ زنانہ صفات کے حامل افراد ہوتے ہیں۔''

امام ابنِ تیمیہ:

عظیم مجدد اور اسلامی سکالر امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''داڑھی کی شیو کرنا ممنوع عمل ہے۔''

(الا ختیارات العلمیہ)

امام ابن حزم:

اگر چہ اسلامی علماء سے کئی معاملات میں نظری ہم آہنگی نہ ہونے کے باوجود بھی ہسپانیہ کے نامور عالمِ اسلام امام ابن حزم لکھتے ہیں:

وَ اتَّفَقُوْا (اَی الأئِمَّۃ) عَلٰی اَنَّ حَلْقَ اللِّحْیَۃ مُثْلَۃٌ لاتَجُوْزُ.

(المحلیٰ، 189/2)

''مسلمانوں کے مذہبی علماء اِس بات پر متفق ہیں کہ داڑھی کو کاٹنا ایسے ہی ہے جیسے داڑھی کومسخ کرنا ہو اور ایسا کرنا ممنوع ہے۔''

شاہ ولی اللہ دہلوی:

برصغیر پاک وہند کے مجدد اور مصلح شاہ ولی اللہ محدث دھلوی اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں داڑھی کے متعلق لکھتے ہیں۔

''یہ داڑھی ایک ایسی چیز ہے جس سے ایک بچے اور بالغ میں تمیز کی جا سکتی ہے۔داڑھی مرد کیلئے باعث حسن ہے۔اوراس کی موجودگی مرد کی شخصیت کی تکمیل کرتی ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ اسلام میں داڑھی کی حیثیت اخلاقاً قانوناً واجب کی حیثیت رکھتی ہے۔اور داڑھی کومنڈوانے کاعمل آتش پرستوں کاشیوہ رہا ہے۔'' (حجۃ اللہ البالغہ)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی:

عصرِ حاضر کے مسلکِ دیوبند کے نامور عالم مولانا محمد یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:

''جن مذہبی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک قبضہ سے کم کرنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا اور یہ کہ اس پر اجماع ہے، یہ نقل بالکل صحیح ہے۔چنانچہ ائمہ فقہاء کے جو مذاہب مدون ہیں یا جن کے اقوال کتابوں میں نقل کیے گئے ہیں ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کا قبضہ سے کم کرنا حرام ہے۔''

(آپ کے مسائل اوران کا حل، ص۱۰۶ ج ۷)

مولوی احمد رضا خاں بریلوی:

بریلوی مسلک کے ترجمان، فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب داڑھی کے وجوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق ہے۔ اسے امام بنانا گناہ ہے، فرض ہو یا تراویح، کسی نماز میں اُسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اُس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں، اور قرآن عظیم میں اُس پر لعنت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم"

(احکام شریعت، ص۱۹۲)

مولانا ثناءاللہ امرتسری:

مسلکِ اہل حدیث کے عظیم عالم مولانا ثناءاللہ امرتسری اِس مسئلے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حاصل یہ کہ سلف صالح، جمہور صحابہ وتابعین وائمہ محدثین کے نزدیک ایک مشت تک داڑھی کو بڑھنے دینا حلق وقصر وغیرہ سے اُس کا تعارض نہ کرنا واجب ہے کہ اس میں اتباعِ سنت اور مشرکوں کی مخالفت ہے اور ایک مشت سے زائد کی اصلاح جائز ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ، ص ۱۳۸ ج ۲)

شیخ ناصر الدین الالبانی:

عصرِ حاضر کے نامور محدث شیخ ناصر الدین البانی داڑھی کی مقدار کے بارے میں اپنی تحقیق بیان کرتے ہوئے مولانا حفظ الرحمٰن اعظمی ندوی کے نام لکھتے ہیں:

"میرا مسلک وہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا کہ ڈاڑھی میں سے زائد قبضہ (جو مٹھی میں آجائے) حصہ لے لیا جائے اور اِس مسلک کی دو دلیلیں ہیں ۔(۱) سلف صالحین، حضرات صحابہ وتابعین، ائمہ مجتہدین اور خاص طور سے امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور صحابہ میں سے حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو حدیث **اعفاء اللحیة** (ڈاڑھی بڑھانے) کے راوی ہیں، زائد از قبضہ (مٹھی سے زائد) کے لینے کی متواتر روایات، اگر حدیث **اعفاء اللحیة** اپنے اطلاق پر ہوتی، جیسا کہ بعض متاخرین کا خیال ہے تو یہ حضرات اُس کے اطلاق کی مخالفت نہ کرتے (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے فعلاً بلکہ قولاً بھی اس کے منافی کسی ہدایت کا منقول نہ ہونا اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کے بال نہ لیتے تھے (یعنی مٹھی سے زائد بالوں کی اصلاح نہ کرتے تھے) محض اُن کا گمان ہے جس کا خود اُن کو بھی یقین نہیں ۔دوسرے لفظوں میں روایت کی رو سے اس کی کوئی اصل نہیں ۔"

(اعلام الفتیة باحکام اللحیة ص ۲۳)

امام الشنقیطی:

مفسرِ قرآن اور معروف عرب سکالر **امام شنقیطی** قرآن کی اس آیت:

﴿ قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ﴾ (سورۃ طٰہٰ : 94)

"ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ۔میری ماں کے بیٹے مجھے میری داڑھی اور بالوں سے نہ پکڑو ۔"

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ قرآنی شہادت ہے کہ اللہ کے انبیاء اور رُسل داڑھی رکھنے کا اہتمام کرتے تھے ۔"

امام شنقیطی کی اِس آیت کی تفسیر اُن لوگوں کے اس دعوے کو باطل کرتی ہے ۔جو کہتے ہیں کہ قرآن داڑھی جیسے معاملے میں سکوت رکھتا ہے ۔لیکن سچ تو یہ ہے کہ قرآن داڑھی کا ذکر کرتا ہے ۔اس کے علاوہ اگر اس دلیل کو مان بھی لیا جائے کہ قرآن میں براہ راست داڑھی رکھنے کے متعلق کوئی واضح حکم نہیں ہے تو یہ بات ضرور ذہن میں رکھنی چاہیے کہ قرآن مجید اسلامی طرز زندگی کیلئے رہنما اصول پیش کرتا ہے ۔یہ رسولِ خدا کی سنت ہے جو قرآنی رہنما اصولوں اور ہدایت کی وضاحت پیش کرتی ہے ۔قرآن مجید مختلف جگہ پر ارشاد فرماتا ہے ۔کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو ۔لہذا ہم سنت رسول ﷺ کی مکمل پیروی کرتے ہیں تو اُس وقت ہم قرآن کے اس حکم کی اطاعت کا حق ادا کرتے ہیں ۔

شرعی لحاظ سے داڑھی کا سائز یا لمبائی

جب ہم احادیثِ نبوی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایسی کوئی مستند روایت نہیں ملتی جس سے معلوم ہو سکے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی داڑھی ترشوائی ہو ۔ تاہم ہمیں بہت سے صحابہؓ کے متعلق مستند خبر ملتی ہے کہ انہوں نے داڑھی کی لمبائی ایک مٹھی بھر زیادہ ہونے پر ترشوائی ہے ۔ اسی طرح ہمیں صحابہ کے بعد کے زمانے کے علماء کی مثالیں ملتی ہیں ۔مثال کے طور پر امام مالک اور امام احمد وغیرہ جو داڑھی کی لمبائی ایک مٹھی سے زیادہ ہونے پر کٹوا دیا کرتے تھے ۔ احادیث نبوی کے مطالعے سے ہمیں آنحضرت ﷺ کی داڑھی مبارک کے متعلق جو معلومات ملتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ اِذَا تَوَضَّاَ اَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَاَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ ، وَقَالَ : هٰكَذَا اَمَرَنِىْ رَبِّىْ عَزَّ وَ جَلَّ (سنن ابی داؤد ، ص ۱۹، ج ۱)

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو ایک چلو پانی لے کر جبڑے کے نیچے داخل کرتے اور اُس

سے اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے مجھے میرے رب نے اسی طرح حکم دیا ہے۔" (1)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر دھن رأسه و تسریح لحیته (شمائل الترمذی، ص۴)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں تیل کا استعمال اور ریش مبارک میں کنگھی کا استعمال بکثرت فرمایا کرتے تھے۔"

اب ظاہر ہے کہ پوری انگلیاں بالوں میں داخل کر کے خلال کرنا اور کنگھی کا استعمال بڑے بالوں میں ہی ممکن ہے، خشخشی ڈاڑھی میں خلال اور کنگھی نہ تو ممکن ہے نہ ہی ان چیزوں کی ضرورت! مزید برآں، صحیح بخاری کی ایک حدیث میں آتا ہے:

عن ابی معمرٍ قال قُلنَا لِخَبَّابٍ: اَکَانَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَم، قُلْنَا مِنْ اَیْنَ عَلِمتَ ؟ قَالَ بِاِضْطِرَابِ لِحْیَتِهٖ (صحیح البخاری ص۱۰۷، ج۱)

"ابو معمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! ہم نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک ہلتے دیکھ کر۔"

---

1) سنن ابوداؤد کی اس حدیث کی سند میں ایک راوی الولید بن زروان مجہول الحال ہے (یعنی اُس کے حالاتِ زندگی تاریخ میں محفوظ نہیں) تاہم علامہ ابن القیمؒ نے "تهذيب السنن" میں اور شیخ البانیؒ نے اپنی کتاب "صحیح ابی داؤد" میں اس حدیث کو صحیح کا درجہ دیا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگاروں نے حلیہ شریفہ کا ذکر کرتے ہوئے ڈاڑھی مبارک کے متعلق یہ روایات ذکر کی ہیں:

عن جابر بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ كَانَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ .... كَثِيرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ (رواہ مسلم، رقم 2344)

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھنی ڈاڑھی والے تھے۔''

عَنْ الْبَرَاءِ بن عازِب رضی اللہ تعالیٰ عنہ كَانَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ .... كَثُّ اللِّحْيَةِ (رواہ نسائی) (1)

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھنی ڈاڑھی والے تھے۔''

عن جبیر بن المطعم عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا قصیر ولا طویل .... عظیم اللحیة (رواہ احمد) (2)

---

1) سنن النسائی، حدیث نمبر 5232۔ شیخ البانیؒ نے اپنی کتاب "صحیح النسائی" میں اس حدیث کو صحیح کا درجہ دیا ہے۔

2) مسند احمد، حدیث نمبر 1 / 116۔ اُس حدیث کے تمام راوی وہی ہیں جو صحیح مسلم کے ہیں سوائے صالح بن سعید المؤذن کے جو کہ مستور الحال ہے لیکن امام ابن حبان نے اُس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ یمن کے مایہ ناز محدث شیخ علی بن احمد بن حسن الرازحی نے اپنی کتاب "الجامع فی احکام اللحیة" میں تحقیق کے بعد اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد نہ بہت لمبا تھا، نہ بہت چھوٹا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی ڈاڑھی والے تھے۔''

اِن تمام روایات سے یہ بات دن کی روشنی کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گنجان، گھنی اور دراز تھی۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كنانعفى السبال الافى حج اوعمرة (سنن ابی داؤد ص ۲۲۱ ج ۲)

''ہم لوگ ڈاڑھی بڑھا کر رکھتے تھے مگر حج وعمرہ کے موقع پر (قبضہ سے زائد کٹوا دیتے)۔''

صحیح بُخاری میں یہ بھی درج ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کیلئے جایا کرتے تھے تو وہ اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑ کر جو زائد بال ہوتے تھے کٹوا دیا کرتے تھے:

''وكَانَ اِبنُ عُمرَ اِذَا حجَّ اَوْ اعتَمَرَ عَلَى لِحُيَتِهِ فَمَا فضل اَخذه''

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 5892)

اِس حدیث کی تشریح میں شیخ محمد الجبالی لکھتے ہیں کہ داڑھی کے متعلق عمومی حکم ہمیں احادیث نبوی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کی زندگیوں سے ہی اخذ کرنا چاہیے۔ (بحوالہ: **اللحية بين السلف و الخلف**۔ ''سلف اور خلف کے مطابق داڑھی کا حکم'')

اوپر بیان کیے گئے دلائل سے یہ بات ہر پہلو سے واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاڑھی کی مقدار جو واجب ہے وہ یہ ہے کہ داڑھی کو کم از کم اتنا ہونا چاہئے کہ وہ مٹھی (قبضہ) میں آ جائے۔ یہ ایک ایسا اجماعی مسئلہ ہے جس پر روزِ اول سے آج تک تمام سلف وخلف کا اتفاق چلا آ رہا ہے، پوری

اسلامی تاریخ میں کسی ایک صحیح عالم دین سے بھی خشخشی ڈاڑھی کے جواز کا فتویٰ نہیں ملتا۔

چنانچہ آج کل جو لوگ مشینی داڑھی رکھ لیتے ہیں جس کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا ہے کہ "انہوں نے آٹھ دس روز سے شیو نہیں کی یا جو لوگ فرنچ کٹ داڑھی (French-cut beard) رکھ لیتے ہیں تو یہ آجکل کا فیشن یا دل کا بہلاوا تو ہوسکتا ہے لیکن سُنتِ رسول نہیں ہے!!

اگر کسی مسلمان نے سنت رسول ﷺ کی پیروی میں داڑھی رکھی ہو تو اُسے ویسی ہی داڑھی رکھنی چاہیے جیسی داڑھی مبارک اِس دنیا کے سب سے خوبصورت انسان یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہوئی تھی۔

جن کے ذہنوں میں شکوک وشبہات ہیں اُن سے چند سوالات

آج جبکہ مادہ پرستی اور روشن خیالی کا دور دورہ ہے اور پوری دنیا میں داڑھی صاف کرنے کے کلچر کا غلبہ پایا جاتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ نام نہاد مسلمان علماء فتویٰ دیتے پھر رہے ہیں کہ اسلام میں داڑھی رکھنا کوئی خاص کام نہیں ہے۔اور اس میں دلچسپی کا پہلو یہ ہے کہ اُن میں بعض نام نہاد سکالرز نے داڑھیاں سرے سے رکھی ہی نہیں اور سکالرز تو عوام کیلئے حجت ہوا کرتے ہیں یعنی تمام لوگ اُن کی پیروی کرتے ہیں۔اور اسی بناء پر عوام الناس کہتے پھرتے ہیں کہ فلاں شیخ یا عالم نے بھی تو داڑھی نہیں رکھی ہے۔اس لئے یہ ایک غیر اہم کام ہے۔لیکن ہم کہتے ہیں کہ کیا یہ دلیل کافی نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے داڑھی رکھی تھی۔لیکن لوگ مخالف سمت میں سوچتے ہیں۔یہ لوگ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور مخلوق خدا تو خودفریبی میں مبتلا ہونے کا طبعی رجحان رکھتی ہے۔

اِس قسم کے لوگوں اور علماء سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ جب فارس کا وفد آنحضرت ﷺ کے پاس آیا تھا۔تو آپ نے اُن کی شکلیں دیکھ کر اپنے چہرہ مبارک کا رُخ ان کی طرف سے کیوں پھیر لیا تھا۔جبکہ ہم دوسری طرف دیکھتے ہیں کہ مدینہ کے منافق اعظم عبداللہ بن اُبَی اور مکہ میں مشرکوں کے سردار ابوجہل کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنے چہرہ مبارک کا رُخ ان کی طرف سے نہیں پھیرا ؟

جدت پسند (modernist) مسلمانوں سے یہ سوال بھی کیا جا سکتا ہے جو سوال امام احمد بن حنبل نے عباسی خلیفہ معتصم اللہ سے کیا تھا۔اُس وقت حاضرین مجلس میں بڑے بڑے اسلامی درباری علماء اپنے فتوے کی تائید میں ثبوت دے رہے تھے کہ قرآن اللہ تعالی کی مخلوق ہے۔لیکن امام احمد بن حنبل نے اِن علماء سے صرف ایک بات کہی جس کا اُن کے پاس کوئی جواب نہیں تھا:

اَعْطُوْنِیْ شَیْئًا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ اَوْ سُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ حَتّٰی اَقُوْلَ بِہٖ .

''اگر مجھ سے کوئی بات منوانی ہےتو مجھے قرآن یا سنت رسول ﷺ سے ثبوت پیش کرو۔''

باب دوم

داڑھی کے متعلق سائنسی تحقیق

عمرانی (Sociological) اور حیاتیاتی (Biological) اعتبار سے داڑھی کے ضمن میں بہت اہمیت کی حامل سائنسی تحقیقات ہوئی ہیں۔ یہ تحقیقات عمرانی نفسیات کے ماہرین (Social Psychologists)، علم حیاتیات کے ماہرین (Biologists) اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے ارباب عقل و دانش نے سرانجام دی ہے۔اس میں شک نہیں کہ کسی مرد یا عورت کی جسمانی وضع قطع (physical appearance) یا شخصیت معاشرے میں دوسروں سے تعلقات (social interactions) کے ضمن میں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔سائنسی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کسی انسان کے چہرے کے خدوخال دوسروں پر فیصلہ کن اثرات چھوڑتے ہیں جیسا کہ دو امریکی عمرانی سائنسدانوں (D.S. Berry & L.Z Mc Arthur) کی (Psychological Bulletin (Vol 100 میں 1986ء میں چھپنے والی ریسرچ میں ثابت کیا گیا ہے۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے میں انسانوں کے باہمی تعلقات پر اُن کے چہروں کے خدوخال یا تاثرات زبردست طریقے سے اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ ضروری بھی ہے کہ ایک معاشرے کے اندر رہتے ہوئے آپس کے تعلقات کی استواری ایک دوسرے کے متعلق قائم کئے گئے تاثرات پر منحصر ہو۔مردوں کے چہرے کے تاثرات کی بھرپور ادائیگی ان کے چہرے پر موجود داڑھی کے بالوں (Facial Hair) کی موجودگی میں بہتر طور

پر ہوتی ہے۔ایسے مردجنہوں نے داڑھی رکھی ہوتی ہے ان کی شخصیت کے بارے میں سوسائٹی کے لوگوں کے تاثرات کے بارے میں بہت سی سائنسی تحقیقات کی گئی ہیں جن کا اِس باب میں خلاصہ پیش کیا جائے گا اور داڑھی کے حیاتیاتی اور طبی فوائد بھی اختصاراً بیان کیے جائیں گے۔

جنسی اعتبار سے داڑھی انسان کو زیادہ پرکشش بناتی ہے

شکاگو یونیورسٹی کے ڈاکٹر ڈینیل فریڈمین(Dr. Daniel Freedman)نے مردوں کی مردانگی کے حوالے سے داڑھی کی اہمیت کے بارے میں تحقیق کی جو علم نفسیات کے سب سے مشہور رسالے"Psychology Today"میں چھپی۔

ڈاکٹر فریڈمین نے عمرانی نفسیات کے میدان میں جو سائنسی تحقیق کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی والے مردوں کے چہرے عورتوں کی نگاہ میں زیادہ کشش کے حامل ہوتے ہیں۔ڈاکٹر فریڈمین رقمطراز ہیں:

They concluded from their studies that a beard increases "sexual magnetism" and attractiveness and makes the men more appealing to women. The presence of a beard makes a man appear more masculine to a woman, and she feels more feminine towards him. **(1)**

''داڑھی کی موجودگی سے مردوں کی جنسی کشش اور دلکشی میں اضافہ ہوتا ہے اور داڑھی کی موجودگی انھیں خواتین کی نگاہ میں پسندیدہ بناتی ہے۔ داڑھی کی موجودگی کی وجہ سے مرد حضرات، عورتوں کے سامنے اپنے آپ کو زیادہ مردانہ محسوس کرتے ہیں اور خواتین، مردوں کے سامنے اپنے آپ کو زیادہ زنانہ محسوس کرتی ہیں۔''

---

1) Freedman, Daniel G. (1969). "The Survival Value of the Beard." Psychology Today 3: 36-39.

یہ تحقیق اُن لوگوں کی غلطی واضح کر دیتی ہے اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ عورتیں داڑھی والے مردوں کے چہروں کو ناپسند کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ ریسرچ ان والدین کی فکری سوچ کو بھی غلط ثابت کرتی ہے جو اپنی لڑکیوں سے پوچھے بغیر یہ فتویٰ صادر کر دیتے ہیں کہ ہماری لڑکیاں داڑھی والے مرد سے شادی کرنا پسند نہیں کریں گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ لڑکیاں تو ایسا نہیں سوچتی ہیں البتہ اُن لڑکیوں کے والدین کے اندر کا شیطان یعنی "نفس امارہ" داڑھی جیسی سنت رسول ﷺ کو پسند نہیں کرتا۔ وگرنہ لڑکیاں تو داڑھی والے مرد سے شادی کرنا فطری طور پر پسند کرتی ہیں جیسا کہ ڈاکٹر ڈینیل فریڈ مین کی تحقیق میں بتایا گیا ہے۔

داڑھی کی موجودگی یا عدم موجودگی کی بنیاد پر مرد کی شخصیت کے اثرات

علم نفسیات کے میدان میں ایک انتہائی نامور اور مستند رسالہ "سائیکالوجی" (Psychology) نام کا ہے۔ اس سائنسی جریدے (Scientific Journal) کے 1973ء کے ایک شمارے میں (جلد 1/10) کیلیفورنیا سٹیٹ یونیورسٹی سین ہوزے کے نفسیات کے ماہر سائنسدان رابرٹ پیلی گرینی (Robert J. Pelligrini) نے اپنے تجربات (experiments) کے نتائج شائع کیے جن کا موضوع تھا داڑھی اور بغیر داڑھی کی مختلف حالتوں میں مردانہ شخصیت کے متعلق لوگوں کے شعوری احساسات اور تاثرات۔ تجربہ کرنے کیلئے پیلی گرینی نے اُجرت پر آٹھ ایسے افراد کی خدمات مستعار لیں جن کی مکمل داڑھی تھی اور یہ حضرات اس امر پر رضامند تھے کہ تجربے کی خاطر وہ اپنی داڑھیاں منڈا دیں گے۔ یہ آٹھوں افراد سفید فام نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ان سب داڑھی والے حضرات کی بڑی ہنرمندی سے مندرجہ ذیل حالتوں میں تصاویر اتاری گئیں۔

1) مکمل داڑھی کے ساتھ

2) کوچی داڑھی (Goateed Beard)

3) صرف مونچھوں کے ساتھ
4) مکمل شیو کے ساتھ۔

ہر ایک پوز کی تقریباً چار تصاویر اتاری گئیں اور اس طرح کل 32 تصویریں حاصل کی گئیں۔ یعنی ہر ایک امیدوار کی چار چار تصاویر مختلف انداز میں اتاری گئیں۔ جب تجربہ کیا گیا تو یہ تصاویر بلا امتیاز و ترتیب ان احباب میں تقسیم کر دی گئیں جنہوں نے ان تصاویر کو دیکھ کر اپنا پہلا تاثر اس شخصیت کے امتیازی وصف کے بارے میں تحریر کرنا تھا۔ جن لوگوں نے ان تصاویر کا تجزیہ کرنا تھا وہ 64 مردوں اور 64 عورتوں پر مشتمل گروہ تھا اور یہ سب نفسیات کے سٹوڈنٹ تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک تصویر کو دو مردوں اور دو عورتوں نے اپنی عقل سلیم کے تحت پرکھنا تھا اور اپنے تاثرات بیان کرنے تھے۔

پلی گرینی کی اس سائنسی تحقیق کا نتیجہ یہ نکلا کہ داڑھی کے بال اور چہرے کا رشتہ ایسا ہے جو لازم وملزوم ہے۔ جس مرد کے چہرے پر جتنے بال ہوں وہ اتنا ہی بارعب' پختہ کار' باہمت' آزاد خیال' نہ جھکنے والا' بزرگ اور خود پر بھروسہ کرنے والا دکھائی دیتا ہے۔ اُن کے اس رزلٹ میں یہ بھی انکشاف کیا گیا کہ وہ حضرات جن کے چہرے داڑھی سے مزین ہوتے ہیں ان کے متعلق دیکھنے والے کو شعوری طور پر یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ لوگ بہت زیادہ ذہین' مضبوط' صحت مند اور جاذب نظر ہوتے ہیں۔

اپنے تجربے کا ذکر کرتے ہوئے سائنسدان پلی گرینی لکھتا ہے:

"Judging from the data in the present research, the male beard communicates an heroic image of independent, sturdy, and resourceful pioneer, ready, willing and able to do manly things." **(1)**

---

1) Pelligrini, Robert J. (1973) "Impressions of the Male Personality as a Function of Beardedness." Psychology 10: 29-33

"اپنی موجودہ تحقیق کے نتائج سے جو مواد اکٹھا ہوا ہے، اُس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ داڑھی والے حضرات آزادی کے دلیرانہ عکس، جواں ہمت اور عقل وشعور سے پُر اور دلیرانہ کام بروقت کرنے کے لیے مستعد دکھائی دیتے ہیں۔"

پیلی گریئی اپنی گفتگو کو ختم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"In conclusion, it may very well be true that inside every clean-shaven man there is a beard screaming to be let out. If so, the results of the present study provide a strong rationale for indulging that demand."

"نتیجتاً یہ بات بالکل درست دکھائی دیتی ہے کہ ہر شیو زدہ آدمی کی داڑھی اپنے اظہارِ حُسن کے لیے باہر آنے کے لیے بے تاب رہتی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے، تو موجودہ ریسرچ کے نتائج ایک مضبوط عقلی دلیل مہیا کرتے ہیں کہ داڑھی کی ضرورت کو پورا کیا جائے"۔

مندرجہ بالا تحقیق اُس بے بنیاد فرضی نظریہ کو غلط ثابت کرتی ہے کہ عورتیں کلین شیو آدمی کو داڑھی والے آدمی کے مقابلے میں زیادہ پسند کرتی ہے۔ پیلی گریئی کی تحقیق تو یہ ثابت کرتی ہے کہ عورتیں تو مردوں کے چہرے پر داڑھی کو پسند کرتی ہیں۔

کیا داڑھی والے حضرات کلین شیو حضرات کے مقابلے میں کم پسند کیے جاتے ہیں؟

چارلس ٹی کینی اور ڈکسی فیچر (Charles Kenny & Dixie Fletcher) نے جن کا تعلق میمفس سٹیٹ یونیورسٹی (Memphis State University U.S.A) سے

ہے،اس مفروضے کا بغور جائزہ لیا ہے کہ معاشرتی زندگی میں داڑھی والے حضرات کلین شیو حضرات کے مقابلے میں کم پسند کیے جاتے ہیں۔انہوں نے اپنی تحقیق میں داڑھی کے بارے میں اختلاف اور جغرافیائی اطلاعات مہیا کی ہیں۔انہوں نے کچھ افراد کی داڑھی والی تصاویر سکرین پر دکھائیں اور اتنی ہی تعداد میں انہی لوگوں کی بغیر داڑھی والی تصاویر بھی دکھائی گئیں پھر ان ہی لوگوں کو کہا گیا کہ وہ اپنے تاثرات اُن تصاویر کے متعلق تحریر کریں تو نتیجہ بالکل اس مفروضے کے برعکس نکلا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ داڑھی والے حضرات کلین شیو حضرات کے مقابلے میں کم پسند کیے جاتے ہیں۔تاثراتی بیانات میں یہ بتایا گیا کہ داڑھی رکھنے والے لوگ پُرجوش، ایمان دار، فراخ دل، مہم جو پسند اور مردانہ صفات کے حامل لوگ ہوتے ہیں۔

"The subjects described the bearded man as more enthusiastic, extroverted, sincere, generous, inquisitive, masculine and stronger." **(1)**

اسی طرح ولیم ایڈمین نے ایک ریسرچ کا اہتمام کروایا جس میں ۱۱۴ حضرات نے شرکت کی جن میں ۵۵ مرد حضرات اور ۵۹ خواتین تھیں۔اِس تحقیق میں انہوں نے یہ معلوم کرنا تھا کہ داڑھی والی اور بغیر داڑھی والی تصاویر دیکھ کر مردانہ صفات کے بارے تحقیق میں شامل ۵۵ مرد حضرات اور ۵۹ خواتین کیا رائے دیں گے۔جب نتیجہ سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ داڑھی والے حضرات کی مقبولیت کا گراف بغیر داڑھی حضرات کے مقابلے میں بہت اونچا رہا ہے۔ مردانگی کے اعتبار سے داڑھی والے حضرات کو جنگجویانہ صلاحیت،قوت اور غلبہ پانے کا عزم رکھنے والا قرار دیا گیا۔

مسٹر ایس مارک پینسر (S. Mark Pancer) جن کا تعلق یونیورسٹی آف

1) Kenny, Charles T. and Fletcher, Dixie (1973). "Effects of Beardedness on Person Perception." Perceptual and Motor Skills 37: 413-414

ساسکاچوان کینیڈا (University of Saskatchewan, Canada) سے ہے اور اسی طرح مسٹر جیمس آر مینڈل جن کا تعلق یونیورسٹی آف واٹرلو کینیڈا سے ہے، نے بالوں کی لمبائی اور شخصیت کو اجاگر کرنے کے لیے داڑھی کی فیصلہ کن حیثیت کے متعلق تحقیق کی ہے اور یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جن لوگوں کی داڑھیاں ہوتی ہیں ان کی شخصیت میں اثر اندازی کی خصوصیت زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت ان کے لوگوں کے جن کی داڑھیاں کلین شیو ہوتی ہیں۔ (1)

یہ جتنی بھی تحقیقات اس موضوع پر سائنس دانوں نے کی ہیں، اُن لوگوں نے کی ہیں جو اپنے اپنے شعبوں میں مستند مانے جاتے ہیں، اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی انسان کی داڑھی کا ہونا اس کے لیے کسی لحاظ سے بھی غیر مقبولیت یا عدم دلکشی کا سبب نہیں ہوسکتا۔ اس کے برعکس تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ داڑھی کی وجہ سے کسی انسان کی معاشرے کے اندر قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ عوام الناس بھی اپنے روزمرہ کے معمولات میں بڑا مثبت رویہ (positive attitude) رکھتے ہیں۔ اور یہ بات بھی دلچسپی کا باعث ہے کہ ان ساری تحقیقات میں حتمی فیصلے کا اختیار مردوں اور عورتوں دونوں کو حاصل تھا اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ معاشرے کے اندر داڑھی والے لوگ ہر دو جنسوں میں پسند کیے جاتے ہیں۔

روزگار کے لیے درخواست دینے والے داڑھی والے امیدواروں کے متعلق آجر (boss) کا نقطہ نظر

جے این ریڈ (J Ann Reed) جس کا تعلق یونیورسٹی آف ٹیکساس سے ہے اور الزبتھ ایم بلنک (Elizbeth M. Blunk) جن کا تعلق جنوب مغرب ٹیکساس سٹیٹ یونیورسٹی سے

1) Pancer, S. Mark and Meindl, James R. (1978). "Length of Hair and Beardedness as Determinants of Personality Impressions." Perceptual and Motor Skills 46: 1328-1330

ہے نے مل کر اس موضوع کا مطالعہ کیا ہے کہ ایسے امیدوار جن کی داڑھیاں ہوں وہ کاروباری نقطۂ نظر سے ایک بزنس مین کے نزدیک کیا اہمیت رکھتے ہیں۔اس سٹڈی کے انعقاد کے لیے ۱۵۰ مرد اور ۱۳۸ عورتیں انتظامی امور سے متعلق عہدوں سے منتخب کی گئیں۔انہوں نے ٹیکساس کے چار بڑے شہروں سے ۷۷ کمپنیوں میں نوکری کے امیدواروں کا چناؤ کرنا تھا۔ انتخاب کرنے والوں نے ہاتھ سے بنے ہوئے انسانی صورت یا خاکہ سے چناؤ کا فیصلہ کرنا تھا۔ چھ عدد مردانہ خاکے تیار کیے گئے اور ہر ایک آدمی کے تین انداز سے خاکے بنائے گئے۔مثلاً بالکل کلین شیو، مونچھوں کے ساتھ اور داڑھی کے ساتھ۔سب آدمیوں کو اچھی قسم کے سوٹ پہنائے گئے تاکہ معلوم ہو کہ ان کا تعلق بزنس کلاس یا کارپوریٹ آفس سے ہے۔ان خاکوں کا تجزیہ مختلف انداز سے کیا گیا۔اس سٹڈی کے نتائج معاشرتی لحاظ سے بہت دلچسپ تھے اور داڑھی والے مردوں کے خاکے کشش پن، شخصیت، تقابل اور وضع قطع میں بہت نمایاں رہے۔ نتیجے کے طور پر یہ بات بھی سامنے آئی کہ داڑھی والے خاکے کو بار بار دل پسند نقطۂ نظر سے دیکھا گیا، بہ نسبت کلین شیو آدمی کے جب ان کی چاروں حالتوں کا تجزیہ کیا جارہا تھا۔پس یہ سٹڈی ظاہر کرتی ہے کہ کسی انسان کی پیشہ ورانہ حیثیت کو بہتر طور پر اجاگر کرنے کے لیے داڑھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ **(1)**

یہ عملی تحقیق ان فرضی داستانوں کے تار و پود بکھیرتی ہے جن کا تعلق داڑھی سے ہے۔ اِس غلط فہمی کی رو سے عام لوگ بالعموم اور مسلمان بالخصوص ایک عجیب سے احساس کمتری میں مبتلا ہیں کہ اگر انہوں نے داڑھی رکھی ہو گی تو انہیں روزگار تلاش کرنے میں مشکلات پیش آئیں گی۔ مذکورہ بالا تحقیق میں جن مرد اور خواتین کو جج کے فرائض سونپے گئے تھے ان کا تعلق انتظامی امور

---

1) Reed, J. Ann and Blunk, Elizabeth M. (1990). "The Influence of Facial Hair on Impression Formation." Social Behaviour and Personality 18(1): 169-176.

سے متعلق اعلیٰ عہدوں سے تھا اورانہیں متفرق ۷۷ کمپنیوں میں امیدواروں کا چناؤ کرنا تھا۔اس علمی تحقیق سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ داڑھی والے نوکری کے امیدوار بغیر داڑھی والوں کی نسبت زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔

داڑھی مع چشمہ، پیشے کا انتخاب اور شخصی خصوصیات

سویڈن کے شہر سٹاک ہوم (Stockholm, Sweden) کے دو سائنس دانوں ایکی ہیل سٹورم (Ake Hell Storm) اور جوزف ٹیکل (Joseph Tekle) (سٹاک ہوم یونیورسٹی) نے ایک عملی تحقیق مرتب کی جس کی رو سے یہ اندازہ لگانا تھا کہ نظر کی عینک، سر کے بال اور چہرے کے بال یعنی داڑھی کسی پیشے کے انتخاب اور ذاتی خوبیوں پر کیا اثر رکھتے ہیں۔ اِس تحقیق کا اہتمام اس طرح کیا گیا کہ 32 عدد تصاویر مرد حضرات کی درج ذیل طریقے سے لی گئیں یعنی ایک چہرے کی تصویر چار مختلف صورتوں میں لی گئی:

1) عینک کے ہمراہ

2) عینک کے بغیر

3) سر کے بالوں کے ساتھ اور

4) داڑھی کے ساتھ

۷۵ ججوں نے جن میں ۴۸ عورتیں اور ۲۷ مرد تھے ۱۵ مختلف پیشوں اور ماہرانہ خصوصیات کے متعلق اپنا تاثر پیش کیا۔چہرے کے بالوں یعنی داڑھی کی موجودگی کے بارے میں مختلف پیمانوں یا طریق کار سے جائزہ لیا گیا۔چہرے سے متعلق خصوصیات کا اس تجزیہ کے ساتھ باہمی رشتہ اور رابطے کا مطالعہ کیا گیا تو اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ جج حضرات نے ان تصاویر کے متعلق مثبت رائے کا اظہار کیا جس میں داڑھی دکھائی گئی ہے یا پھر نظر کی عینک والی تصویر دکھائی گئی

ہے۔ہیل سٹورم اور ٹیکل نے اپنی تحقیق کا لب لباب پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایسے لوگ جن کی داڑھیاں دکھائی گئی ہیں یا پھر انہوں نے عینک پہن رکھی ہے، وہ دیکھنے میں انتہائی تعلیم یافتہ، ڈاکٹر، پروفیسر، مذہبی عالم، ماہر نفسیات اور ذہین وفطین انسان دکھائی دیتے ہیں۔اگرچہ ان کے سر کے بال بھی نہیں ہوتے۔لیکن اس کے برعکس حضرات یعنی کلین شیو اور بغیر عینک والے اپنی دکھاوٹ کے اعتبار سے فیکٹری ورکر، کسان اور سیلز مین معلوم ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ ثالث حضرات نے سر کے بال اور داڑھی والے حضرات کے متعلق یہی ریمارکس دیے ہیں۔وہ دیکھنے میں خوبصورت دکھائی دینے والے اور ہمدردانہ رویہ رکھنے والے نظر آتے ہیں۔

"The subjects regarded highly educated --- physicians, professors, pastors, psychologists, etc.--- and intelligent men as tending to wear glasses and a beard, but no hair [cranial hair]; the opposite kind of look [i.e. clean shaven face and no glasses] was ascribed to factory workers, farmers, and salesmen." The judges associated having beard with "the 'liberal' occupation of artist, as well as with being good-looking, masculine and congenial" **(1)**

سماجی اور نفسیاتی میدان میں یہ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ عوام الناس ایسے لوگوں کو جن کے چہرے داڑھیوں سے مزین ہوتے ہیں، اعلیٰ تعلیم یافتہ پیشہ ور خیال کرتے ہیں۔دوسرے الفاظ میں داڑھی والے لوگ معاشرتی زندگی میں کامیاب لوگ ہوتے ہیں اور قرائن سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ زندگی کی دوڑ دھوپ میں داڑھی والے لوگ کلین شیو لوگوں کے مقابلے میں زیادہ کامیاب ثابت ہوتے ہیں اور زیادہ مستقل مزاج بھی ہوتے ہیں۔

1) Hellstrom, Ake and Tekle, Joseph (1994). European Journal of Social Psychology 24: 693-705

داڑھی، مردانہ پن کے جذبات کوتقویت دیتی ہے

امریکہ کی یونیورسٹی آف مین (اورونو) (University of Maine at Orono) کے ایک فاضل ڈوگلاس آر۔ ڈوڈ(Douglass R. Wood)نے ایک تحقیق کے ذریعے سے داڑھی والے لوگوں کی مردانہ پن سے متعلق خوداعتمادی جاننے کی کوشش کی ہے۔اس تحقیق کے لیے 60 مرد حضرات لیے گئے اور پھران کوتین مساوی گروپوں میں تقسیم کردیا گیا۔ پھران میں سے ہرایک کافرداًفرداًمعائنہ کیا گیا۔ 20 امیدوار طالب علموں کومناسب رنگ کے مطابق تقلیداڑھیاں پہنائی گئیں(جیسا کہ تھیٹریافلموں میں پہنائی جاتی ہیں)۔دوسرے گروپ کے 20 آدمیوں کوپرانے رواج کے مطابق داڑھی کی جگہ کپڑا اساپیٹ دیا گیااورتیسرے گروپ نے اپنے چہروں کواپنی اصلی حالت میں کلین شیو رہنے دیا۔ ہر ایک طالب علم امیدوار (subject) کوکہا گیا کہ وہ صرف ایک منٹ کے لیے آئینہ دیکھیں اوراس سوال نامے کوپُر کریں جس کانام بیم سیکس رول انوٹری ہے۔ اس کانتیجہ یہ نکلا کہ جن لوگوں نے داڑھیاں لگائی تھیں آئینہ دیکھتے ہی انہیں ایسالگا کہ جیسے ان میں خوداعتمادی بہ اعتبارمردانہ پن بہت بڑھ گئی جس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی بذات خودمردانہ پن کے جذبات داڑھی والے حضرات کے اندر بڑھاتی ہے اور یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ داڑھی والے لوگوں کے اندر خوداعتمادی اورقوت کے جذبات بڑھتے ہیں۔ (1)

داڑھی کی مردحضرات میں ثانوی جنسی خصائل کے اعتبار سے اہمیت

مردوں میں جنسی خصوصیت کے اعتبار سے داڑھی نہایت اہم حیثیت رکھتی ہے۔جب انسان سن بلوغت کوپہنچتا ہے تو جنسی اعضا کو اس مرحلے میں بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے

1) Wood, Douglas R (1986)Self Perceived Masculinity between Bearded and non-bearded Males" Perciptual and Motor skills, Vol. 62, pp. 769-770

لیکن ثانوی حیثیت یا محرک کے طور پر داڑھی کو بڑا دخل حاصل ہے۔جنس کی یہ ثانوی خصوصیت (Secondary sex characterstics) یعنی داڑھی درحقیقت مرد کو عورت سے ممیز کرتی ہے اور اس کے علاوہ اپنی جنس مخالف کے لیے کشش کا باعث بنتی ہے۔

امریکہ کے ایک سائنسدان ای ٹول گیسی (E. Tolgyesi) آف میری لینڈ نے چہرے کے بالوں (facial hair) اور سر کے بالوں (scalp hair) کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے تحقیق کی ہے اور بتایا ہے کہ دونوں اقسام کے بال علیحدہ علیحدہ کیمیاوی اجزا سے مرکب ہیں۔اس تحقیق میں انہوں نے بناوٹ کا فرق، جسمانی صفات، کیمیاوی اجزائے ترکیبی، چہرے اور سر کے بالوں میں ایک دوسرے سے فرق کا تجزیہ خوردبین، الیکٹرانک خوردبین (electron microscope)، Tensile کے پیمانے سے اور کیمیاوی ردعمل سے کیا۔

تحقیق اس انداز پر کی گئی کہ داڑھی اور سر کے بالوں کے نمونے تین انسانی نسلوں سے لیے گئے یعنی چائنیز (Chinese) سفید فام (Caucasians) اور سیاہ فام (Negro) ۔ سائنسدان ای ٹول گیسی کی تحقیق کا لب لباب یہ تھا کہ سر کے بال اور داڑھی کے بال باعتبار جسمانی اجزا، کیمیاوی ترکیب اور کیمیائی ردعمل ایک دوسرے سے بڑے واضح طور پر مختلف ہیں۔یہ واضح فرق ہمارے اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ داڑھی کے بال مختلف مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں جبکہ سر کے بال دوسرے مقاصد کی اور یہ ایک حقیقت ہے کہ عمر کی پختگی کے ساتھ ساتھ مردوں کے سر کے بال جھڑنا شروع ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ ان کا سر بالکل گنجا ہو جاتا ہے۔جبکہ چہرے کے بال وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نہیں گرتے ۔اس لیے جنسی خصوصیات کے اعتبار سے اُنھیں ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ **(1)**

---

1) Tolgyesi, Eva, Cobble, D.W., Fang, F.S., et al. (1983). "A comparative study of beard and scalp hair." J. Soc. Cosmet. Chem. 34: 361-382.

مردوں میں داڑھی کے اُگنے اور جنسی سرگرمی کا دلچسپ تعلق

سائنسی دنیا کے ایک نہایت مشہور و معروف سائنسی میگزین ''نیچر'' (Nature) کی 30 مئی 1970ء کی اشاعت میں ایک بہت ہی عجیب اور دلچسپ انکشاف مرد حضرات کے ہارمون' جنسی سرگرمی اور داڑھی کے اُگنے کے ضمن میں شائع کیا گیا۔ اِس تحقیق کے مصنف اور تحقیق کے بانی نے اِس کام کا آغاز اس طرح کیا کہ اُس نے روزانہ اپنی داڑھی بڑھنے کا اندازہ لگانے کے لیے اپنے الیکٹرک شیور (electric shaver) سے روزانہ شیو کر کے بالوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا اور ساتھ ہی ساتھ اُن بالوں کا وزن بھی کرنا شروع کر دیا۔ مصنف نے گراف اور چارٹ کی مدد سے اپنا سائنسی مفروضہ پیش کیا۔ اُس نے بتایا کہ اس کی تحقیق کے مطابق داڑھی کے بڑھنے کا تعلق براہ راست جنسی سرگرمی کے آغاز کا رہے ہے۔ انہوں نے مزید وضاحت کی کہ انہوں نے جو اپنا فارغ وقت اپنی ساتھی عورت (بیوی) کے ساتھ گزارا، اُس دوران میں اُن کی داڑھی کے اُگنے کی رفتار تیز رہی۔ انہوں نے مزید تحقیق کر کے بتایا:

"Even the presence of particular female company in the absence of intercourse, after a period of separation, usually caused an obvious increase in beard growth." **(1)**

''ایک عورت (بیوی) کی موجودگی میں چاہے اُن دونوں کے درمیان اُن ایام میں تعلق زوجیت اور جسمانی تعلق نہ بھی ہو اور چند دن دُور رہنے کے بعد ملاقات ہو، پھر بھی صنف نازک کی موجودگی ہی مرد کی داڑھی کے غیر معمولی طور پر بڑھنے کا سبب بن جاتی ہے''۔

چونکہ داڑھی ثانوی جنسی خصلت ہے اس لیے مرد کے جسم کے اندر مردانہ ہارمون (male sex hormones) بڑھ جاتے ہیں۔ مردوں کے جنسی محرکات سے جسم کے اندر

1) Anonymous (1970). "Effects of Sexual Activity on Beard Growth in Man." Nature 226: 869-870.

ہارمون متاثر ہوتے ہیں اور عجیب بات تو یہ ہے کہ تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ ہارمون جب متحرک ہوتے ہیں تو داڑھی کے بال تیزی سے بڑے ہوتے ہیں۔لیکن اس کے کوئی اثرات سر کے بال بڑھنے پر نہیں پڑتے۔اس تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ داڑھی کے بال جنسی محرک سے متاثر ہوتے ہیں اور بقول اس ریسرچ کے مصنف کے:

"Our intelligent body does not grow the beard on our face to be removed with a razor everyday." **(1)**

''ہمارا سمجھ دار جسم ہمارے چہرے پر اس لیے بال نہیں اگاتا کہ انہیں روزانہ بلیڈ سے صاف کردیا جائے''۔

داڑھی کے طبی فوائد (Medical Benefits of the Beard)

علم طب (حکمت) کی رو سے داڑھی اگنے سے متعلق بہت سے فوائد گنوائے گئے ہیں۔لیکن بدقسمتی سے مغربی فنِ طب کے سائنس دانوں نے داڑھی کے طبی فوائد کے متعلق کوئی خاطر خواہ ریسرچ یا تحقیق نہیں کی۔علم طب کے ماہر ڈاکٹروں کے مطابق جن افراد کی داڑھیاں ہوتی ہیں انہیں گلے اور مسوڑھوں کے امراض دوسرے مریضوں کے مقابلے میں کم ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ یورپی میڈیکل ڈاکٹر بھی داڑھی سے متعلق طبی فوائد سے آگاہ ہیں۔وہ میڈیکل ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اگر داڑھی رکھ لی جائے تو گلے کی بیماریوں کے لاحق ہونے کے بہت کم امکانات رہ جاتے ہیں۔ابھی حال ہی میں ہارلے سٹریٹ (لندن)(Harley Street, London) کے ایک ماہر ڈاکٹر نے اپنے ایک ایسے مریض کو جو پرانی کھانسی کے مرض میں مبتلا تھا، اُس کی بیماری کے لیے یہ علاج تجویز کیا کہ مریض کو صرف داڑھی رکھ لینی چاہیے اور جب مریض نے

1) Anonymous (1970). "Effects of Sexual Activity on Beard Growth in Man." Nature 226: 869-870.

ڈاکٹر کی تشخیص کے مطابق عمل کیا تو اس کی کھانسی کا مرض جاتا رہا۔پرانی کھانسی دمہ کے مرض کی علامت بھی ہوسکتی ہے یا پھر دمہ کے محرکات بھی ویسے ہی ہوسکتے ہیں۔جیسے موسم میں درجہ حرارت کی یکدم تبدیلی یا پھر اچانک ٹھنڈی ہوا کا لگ جانا۔ایسے حالات میں داڑھی کی موجودگی نہ صرف گلے کی حفاظت کرتی ہے بلکہ گلے کو گرم رکھتی ہے۔ **(1)**

تحقیق کی دنیا کے ایک نوجوان نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ داڑھی جسم کو گرم رکھتی ہے۔اس نوجوان نے اپنی تھیوری کو ثابت کرنے کے لیے کہ واقعی داڑھی کی موجودگی میں ہم گرمائش محسوس کرتے ہیں اپنی آدھی داڑھی شیو کرادی۔واضح رہے کہ تحقیق کرنے والے نوجوان کی مکمل داڑھی تھی۔اس نے فیصلہ کیا اور اپنی دائیں طرف کی آدھی داڑھی کٹوادی۔ایسا تجربہ کرنے کے بعد اسے محسوس ہوا کہ داڑھی والا حصہ گرم اور آرام دہ ہے جبکہ بغیر داڑھی والے حصے میں ٹھنڈک محسوس ہورہی تھی۔اگرچہ اس موضوع پر مزید تحقیق کرنے کی گنجائش باقی ہے تاہم اس تحقیق کا مصنف اپنا نقطہ نظر منوانے میں کامیاب ہوگیا۔ **(2)**

جولوگ بڑے تواتر کے ساتھ سمندری سفر کرتے ہیں وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سمندری موسم کے کس قدر نقصان دہ اثرات ہیں۔سمندری ہواؤں میں تھوڑی بہت مقدار نمک کی ہوتی ہے اور بعض اوقات سمندر میں تیز وتند ہوائیں چلتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ماضی میں لوگ سمندر کی نقصان دہ ہواؤں سے بچنے کے لیے اور چہرے کے بچاؤ کے لیے داڑھی رکھا کرتے تھے۔یہاں یہ امر باعث دلچسپی ہوگا کہ سائنسی تحقیق نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ سر کے بالوں کی نسبت داڑھی کے بالوں میں سوجنے اور پھولنے کا تناسب اور صلاحیت زیادہ ہے۔

---

1) "Bad cough, sir? Here, growth this beard once a day."
http://www.keratin.com/ar/ar011.shtml

2) "Beard Research." http://mudhead.uottawa.ca/~pete/beard.html

یہاں یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ چہرے کے بال یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ چہرے پر ہوا کے اندر پائے جانے والے ضرر رساں بخارات کو اپنے اندر جذب کر سکتے ہیں تا کہ چہرے پر برے اثرات مرتب نہ ہوں جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات میں امریکی سائنسدان ای ٹول گیسی (E. Tolgyesi) کی تحقیق میں بتایا تھا۔

کچھ لوگوں میں بلیڈ سے شیو کے بعد چہرے پر چھوٹے چھوٹے ابھار سے پیدا ہو جاتے ہیں (Razor bumps, Medically known as Psendofallicultitis Barbae) یہ ایک بیماری ہے جو سوزش اور جلن والی جلد پر شیو کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔اس بیماری میں چہرے کے بیچ دار بال چہرے کے اندر ایک قائم شدہ دیوار میں سوراخ کر دیتے ہیں۔ جس سے چہرے پر جلن اور سوزش ہو جاتی ہے اور یہی چیز چہرے پر ابھار پیدا کر کے چہرے کی جلد کو ناہموار بنا دیتی ہے۔جب لوگ اسی صورت میں شیو کرتے ہیں تو چہرے کی جلد ناہموار ہونے کے سبب جگہ جگہ سے کٹ جاتی ہے۔اس بیماری کا بہترین علاج تو یہ ہے کہ شیو کرنی بند کر دی جائے۔جن لوگوں کے چہروں پر ابھار ہو جاتے ہیں۔ان کو چاہیے کہ وہ داڑھی کاٹنے یا شیو کرنے کا عمل ترک کر دیں اور داڑھی رکھ لیں تو یہ بیماری خود بخود ہی ان کے چہرے سے صاف ہو جائے گی۔امریکہ میں ایک کمپنی "PFB Suferers of America" کے نام سے مشہور ہے۔اس کمپنی کا بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ ایسے حضرات جنہیں چہرے کے ابھار والی بیماری لاحق ہے انہیں کسی طور پر شیو کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔بلکہ وہ لوگ جہاں جہاں کام کاج کرتے ہیں انہیں وہاں پر داڑھی رکھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔یعنی آزاد ذہنیت والے ممالک میں ایسی تنظیمیں موجود ہیں جو اس کا خیال رکھتی ہیں کہ لوگوں کی داڑھی کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے۔اس تمام بحث و مباحثہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی چہرے کی حفاظت بھی کرتی ہے اور چہرے کو جاذب نظر بھی بناتی ہے۔ یعنی داڑھی میں attraction بھی ہے، protection بھی اور perfection بھی۔

داڑھی کے متعلق ایک غلط طبی رپورٹ کا تجزیہ

جب ایک مسلمان داڑھی رکھنے کا فیصلہ کرتا ہے تو شیطان اُس مسلمان آدمی کے سامنے دوسرے لوگوں (جن میں والدین، رشتہ دار اور دوست احباب سب شامل ہوتے ہیں) کے ذریعے سے مختلف تجاویز رکھتا ہے اور رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ کچھ اعتراضات جو لوگوں کی طرف سے اٹھائے جاتے ہیں، اِس باب میں اُن کا غلط ہونا سائنسی دلائل کی روشنی میں ثابت کیا جا چکا ہے۔

داڑھی کے متعلق کچھ اور بھی فرضی اور وہمی داستانیں پھیلائی گئی ہیں۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم داڑھی رکھیں تو ہمارے چہروں پر خارش شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بات قدرے درست ہے لیکن یہ خارش عارضی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ جب داڑھیاں رکھتے ہیں تو اُن کا یہ خارش کا احساس تقریباً دو ہفتے تک رہ کر آخر کار زائل ہو جاتا ہے کیونکہ داڑھی کا اگنے والا بالکل نیا بال دو ہفتے تک اپنے افزائشی مرحلے طے کر چکا ہوتا ہے۔ بہر حال اگر کسی کی داڑھی کی خارش کے تسلسل کا وقت تقریباً دو ماہ تک چلا جاتا ہے تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے یہ اُس شخص کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ وضو یا غسل کرتے وقت چہرے کو باقاعدہ طریقہ سے صاف نہیں کیا جاتا یا وہ شخص صحیح صفائی کا خیال نہیں رکھتا۔

ایک اور بات جو طبی نقطۂ نگاہ سے غلط ہے لیکن لوگوں میں مشہور ہے وہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں کے ابتداء میں بہت قلیل مقدار میں چہرے پر بال اُگتے ہیں اور وہ اِس لیے شیو کرتے ہیں تاکہ بعد میں بال گھنے، گہرے اور موٹے اُگیں۔ اپنے بالوں کو چہرے پر گھنا (dense) اُگانے کے لیے کچھ نوجوان عارضی طور پر شیو کرنا شروع کرتے ہیں اور پھر وہ اس کے ایسے عادی ہوتے ہیں کہ ساری زندگی یہ شیو کرنے والی عادت اُن کا پیچھا نہیں چھوڑتی کیونکہ چند بار شیو کرنے کا گناہ مسلسل کرنے کے بعد گناہ کرنے کی جھجک اُن کے اندر ختم ہو جاتی ہے اور پھر ساری زندگی شیو کرنے کا گناہ انسان سے سرزد ہونا شروع ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اللہ ہی انسان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں یہ بات واضح بہت ضروری ہے کہ یہ داڑھی کو گھنا کرنے کا خیال ایک فضول کوشش ہے کیونکہ داڑھی کا گھنا یا موٹا ہونا موروثی (hereditary) ہوتا ہے۔بوسٹن یونیورسٹی کے شعبہ امراض جلد (Department of Dermatology, Boston University) کے پروفیسر اور چیئرمین ڈاکٹر ہربرٹ مسکن (Dr. Herbert Mescon) نے امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کو اپنے ایک بیان میں بتایا:

''داڑھی کو مونڈھنے کے متعلق بہت سی فرضی داستانیں مشہور ہیں۔مثال کے طور پر یہ بات صحیح نہیں ہے کہ شیونگ کے عمل سے داڑھی کے بال سیاہی مائل اور گھنے ہو جاتے ہیں یا پھر ان کے اگنے کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔یہ سب فرضی باتیں ہیں''۔ **(1)**

انسان کا اس کی پوری زندگی میں کتنا وقت شیو کرنے میں ضائع ہوتا ہے

ایک انسان اپنی زندگی میں کتنا وقت صرف شیو کرنے میں صرف کرتا ہے؟ بوسٹن یونیورسٹی امریکہ کے ڈاکٹر ہربرٹ میسکون نے اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لیے تحقیقی کام کیا۔ ڈاکٹر میسکون نے اپنا حسابی اندازہ لگا کر بتایا کہ ایک نوجوان اگر 15 سال کی عمر میں شیو کرنا شروع کرتا ہے اور تقریباً 55 سال کی عمر تک وہ شیو کرتا رہتا ہے تو وہ اندازاً 3350 (تین ہزار تین سو پچاس) گھنٹے جو کہ 139 دنوں کے برابر ہوتے ہیں اپنی پوری زندگی میں صرف اس کام پر صَرف کرتا ہے۔یہ ایک ایسا ناقابل یقین وقت ہے جسے حقیقی معنوں میں بیکار کی مد میں خرچ کیا جاتا ہے۔وقت کے اس فضول مصرف کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں روزانہ شیو کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھنا چاہیے۔اس کے برعکس اگر ایک اچھی کتاب کا مطالعہ کرنے میں ہم 10 گھنٹے بھی فی کتاب استعمال کریں تو ہم اس پورے وقت میں جو ہم نے

1) Snider, Arthur J. (April 1972). "On beards, no beards and other hairy problems." Science Digest: 51-52.

داڑھی کاٹنے میں صرف کیا 335 کتابیں پڑھ سکتے ہیں۔

یہاں اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ تمام تحقیقی مطالعہ غیر مسلموں کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ یہ تمام سائنسی تحقیقات بتاتی ہیں کہ انسان کے چہرے پر داڑھی کی موجودگی نے ہمیشہ دوسرے لوگوں بشمول عورتوں پر مثبت اثرات ڈالے ہیں بہ نسبت بغیر داڑھی کے لوگوں کے۔ اس کے علاوہ داڑھی سے مزین چہرے ایسی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں کہ ان سے مردانگی، رعب و دبدبہ، جرأت و ہمت اور خود اعتمادی جھلکتی ہے۔ چنانچہ یہ سائنسی تحقیقات ان مسلمان والدین کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں جو اپنی بیٹیوں کا رشتہ ان نوجوان مسلمان لڑکوں کو محض اس وجہ سے نہیں دیتے کہ ان کے چہرے پر داڑھی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ کچھ مسلمان نوجوان داڑھی رکھنے سے ڈرتے ہیں کہ ان کی بیویاں یا ہونے والی بیویاں شاید اُن کے چہرے پر داڑھی کی موجودگی کو ناپسند کریں۔ اس غلط خیال اور وہمی تصور کے عین برعکس جدید سائنس نے تحقیق کے ذریعے سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ داڑھی کا ہونا جنس مخالف یعنی عورتوں کے لیے جاذبیت اور گرویدگی کا باعث ہے۔ شکاگو یونیورسٹی کے سائنس دان ڈینیل جی فریڈمین (Daniel G. Freedman) نے کیا خوب کہا ہے:

"It appears, then, that beards make men more appealing [attractive] to women and perhaps help love to blossom. They give men more status in the eyes of other men…" **(1)**

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی والے حضرت کے لیے عورتوں کے دلوں میں بڑی کشش پائی جاتی ہے اور داڑھی محبت میں اضافہ کرتی ہے اور یہ چیز دوسرے انسانوں کی نگاہ میں بھی قدر و منزلت کا درجہ رکھتی ہے''۔

---

1) Freedman, Daniel G. (1969). "The Survival Value of the Beard." Psychology Today 3: 36-39.

باب سوم

مسلمانوں کے اندر داڑھی نہ رکھنے کے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجوہات

مسلمانوں کے اندر داڑھی نہ رکھنے کا کلچر یا رجحان مغربی سامراج کے جلو میں آیا۔ امریکہ کی نیویارک یونیورسٹی کا یہودی مفکر نیل پونٹ مین اپنی کتاب CONSCIENTIOUS OBJECTIONS میں لکھتا ہے:

''ہر دور اپنے اندر ایک مخصوص سامراجی نظام رکھتا ہے اور اسی طرح ہر فاتح بھی اپنے مخصوص سامراجی عزائم رکھتا ہے۔اٹھارویں صدی اور انیسویں صدی میں جب برطانیہ نے اِس فن میں کمال حاصل کیا تو اُس وقت کسی ملک پر حملہ کرنے کے لیے وہ پہلے اپنی بحری طاقت اور پھر عام فوج بھیجتے تھے۔اس کے بعد انتظامیہ کے لوگ بھیجے جاتے تھے اور پھر آخر میں اپنا تعلیمی نظام اُس ملک پر نافذ کرتے تھے''۔ **(1)**

یہ صورت حال کا بہت گہرا مطالعہ ہے۔اِس کا مطلب ہے کہ برطانیہ عظمیٰ پہلے اپنے بحری بیڑے بھیج کر اپنی نوآبادیات قائم کرتا تھا اور یہ نوآبادیاں کئی مسلمان ممالک پر مشتمل تھیں۔

1) Postman, Neil, (1992) Concientious Objections: Stirring up Trouble about Language, Technology and Education. New York: Vintage Books.

اُس کے بعد فوج بھیج کر مکمل قبضہ کر لیا جاتا تھا۔ اس کے بعد انتظامیہ کے لوگ جا کر انتظامی امور سنبھال لیتے تھے۔ اس کے بعد وہاں برطانوی نظام تعلیم رائج کر دیا جاتا تھا جو ذہنی غلامی کا آخری مرحلہ ہوتا ہے۔ جب ایک مرتبہ برطانوی حکومت اپنی نو آبادیات میں اپنا تعلیمی نظام جاری و ساری کر دیتی تھی اس وقت انہیں نام نہاد سیاسی آزادی دے دی جاتی تھی۔ برطانوی حکومت یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ اگر ایک مرتبہ ان کا متعارف کیا ہوا تعلیمی نظام قائم ہو گیا تو پھر ایسے تعلیمی اداروں سے انسانوں کی ایسی کھیپ تیار ہو گی جو نام کے اعتبار سے تو مسلمان ہوں گے لیکن ذہنی طور پر اپنے مغربی آقاؤں کے غلام ہوں گے۔

یہی وہ وجہ ہے جس کی بنا پر یورپین سامراجی طاقتوں نے مسلمان ملکوں پر قبضہ کرتے ہی وہاں کے رائج اسلامی نظام تعلیم کو فوراً کالعدم قرار دے دیا۔ اس ضمن میں یورپین استعمار نے نہایت ہی بھونڈا عذر پیش کیا کہ اسلامی نظام تعلیم اس لیے معطل کیا گیا کہ یہ نظام اب کچھ کار آمد نہیں رہا تھا حالانکہ نو آبادیاتی نظام کے خالقوں سے پوچھنا چاہیے کہ اگر وہ واقعی مسلمانوں کے حق میں بہت مخلص تھے تو انھوں نے مسلمان ممالک کو غلام ہی کیوں بنایا تھا۔ اسکے برعکس مغربی نظامِ تعلیم ایک بے دین اور بے خدا نظام تعلیم ہے جس کی بنیادوں میں ڈارون کا فلسفہ کارفرما ہے۔ امریکی نومسلم عالم دین شیخ حمزہ یوسف مغربی نظام تعلیم جو کہ مسلمان ممالک میں نافذ کیا گیا کے متعلق کہتے ہیں:

''اس نظام تعلیم میں انسان جوں جوں ترقی کرتا جاتا ہے اور حقیقت کی تلاش میں رہنے کے بعد چبوترے پر پہنچ جاتا ہے تو اسے یہی راز معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کا کوئی خدا نہیں ہے۔ یونیورسٹیاں یہ تعلیم دیتی ہیں کہ مذاہب فرضی قصے کہانیوں کا مرکب ہیں۔ اور اس کا مطالعہ انسانی تہذیب وتمدن میں صرف ایک دلچسپ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے''۔ **(1)**

---

1) Hanson, Hamza Yusuf (2001) Lambs to the Slaughter in Beyond Schooling. Canada: Ihya Productions.

حقیقت میں یورپین نوآبادکار (European colonialists) مسلمانوں کی آبادی کوغلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتے تھے۔ تاریخ دان اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ غلامی کی تمام اقسام میں سے بدترین غلامی ذہنی غلامی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان ممالک کو نوآبادیات میں شامل کرکے اور پھر اس کے اندر لادینیت پر مبنی نظام تعلیم رائج کرکے انیسویں صدی میں جواثرات مرتب ہوئے اس سے مسلمانوں کا تشخص ختم ہونا شروع ہوگیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے اندر داڑھی صاف کرانے کا کلچر (beardless culture) پیدا ہوگیا۔ ایسا کرنے میں نفسیاتی اثر غالب تھا۔ ایسے مسلمان چاہتے تھے کہ وہ اپنی وضع قطع میں اپنے مغربی فاتحین کی طرح نظر آئیں۔ البرٹ میمی (Albert Memmi) اپنی کتاب ''نوآبادکار اور نوآبادیات'' میں لکھتے ہیں کہ نوآبادکار یا استعمار (colonialists) اپنی نوآبادیات کے لوگوں (محکوموں) پر الزام لگاتے ہیں کہ ان میں ہر قوم کے منفی رجحانات پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ سستی اور کاہلی، بزدلی، تنظیم کی کمی اور احساس کمتری وغیرہ۔ اور یہ چیزیں نوآبادیاتی انسان کے لیے باعث رنج وغم ہوتی ہیں کیونکہ وہ اپنے طاقتور الزام لگانے والے کی تعریف بھی کرتے ہیں اور ان سے خوف زدہ بھی رہتے ہیں۔ نوآبادیاتی یا محکوم انسان (colonized) کی نفسیاتی حالت کا جائزہ لیتے ہوئے البرٹ مزید لکھتے ہیں:

"The colonized does not seek merely to enrich himself with the colonizer's virtues. In the name of what he hopes to become, he sets his mind on impoverishing himself, tearing himself away from his true self. The crushing of the colonized is included among the colonizer's values. As soon as the colonized adopts those values, he similarly adopts his own condemnation. In order to free himself, at least so he believes, he agrees to destroy himself."

''محکوم یا نوآبادیاتی انسان محض اپنے آقا کی اچھائیوں سے ہی اپنی جھولی نہیں بھرنا چاہتا۔اُس کی حقیقی زندگی کے تار و پود بالکل بکھر کے رہ جاتے ہیں۔استعمار کی اقدار میں نوآبادیاتی یا محکوم کو شکنجے میں کس کر رکھنا از خود شامل ہے اور یہی محکوم انسان جب اپنے آقاؤں کی اقدار پر عمل کرتے ہیں تو گویا وہ اپنی ذات کی نفی کر رہے ہوتے ہیں۔اپنے آپ کو تو آزاد کرنے کے لیے جیسا کہ اس کا یقین ہے لیکن وہ اپنے آپ کو تباہ و برباد کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔'' **(1)**

اسی وجہ سے البرٹ میمی لکھتا ہے کہ نوآبادکاروں یا استعماروں کا تذلیل آمیز رویہ اپنے محکوم نوآبادیاتی لوگوں کے ساتھ اس قدر برا ہوتا ہے کہ محکوم قوم احساس کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔نوآبادکاروں کے قائم کردہ تعلیمی اور سیاسی نظام کی وجہ سے ان کے خیالات کا پرچار محکوم لوگوں میں بآسانی ہو جاتا ہے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب نوآبادیاتی محکوم لوگ اپنے فاتحین کو ہر لحاظ سے طاقتور دیکھتے ہیں تو یہ ان جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ محکوم مسلمان اپنے تئیں یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ خود کو یورپی آقاؤں کی طرح دکھائی دیں۔

مختلف انسانی تہذیبوں میں داڑھی کی تاریخی حیثیت:

حضور ﷺ کی پیچھے بیان کی گئی ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ داڑھی کا اُگنا ایک فطری عمل ہے یعنی مرد کی وراثت میں تسلسل سے قدرت نے چہرے پر داڑھی بڑھنے کے عمل کو جاری کیا ہوا ہے۔ انسانی تمدن کی معلوم تاریخ میں داڑھی رکھنے کا رواج عام رہا ہے۔مشرقی تہذیب

1) Memmi, Albert (1991) The colonizer and the colonized Boston, Beacon Press.

میں؛ جس میں قدیم مصر، ٹرکی اور انڈیا شامل ہیں؛ داڑھی کا رکھنا عقل مندی کی علامت اور ایک باوقار طرز زندگی کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ اس دور میں غلام اور سرکس (Circus) میں کام کرنے والے مسخرے داڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ داڑھی کی عظمت اور تقدس کا یہ عالم تھا کہ کسی کی داڑھی پر ہاتھ ڈالنا یا اُسے پکڑ کر کھینچنا سراسر موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ قدیم چین میں یہ عقیدہ عام رائج تھا کہ داڑھی عقل مندی کی علامت ہے۔ اسی طرح مشرق وسطیٰ میں داڑھیوں کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ یونانی تہذیب میں چار سو قبل مسیح تک داڑھی رکھنے کا عام رواج تھا۔ اس کے بعد سکندر اعظم (Alexander the great) نے ایک شاہی فرمان کے ذریعے سے اپنے سپاہیوں کو شیو کرنے پر مجبور کیا۔ یونانیوں کے بعد رومن اصل میں پہلے لوگ ہیں جنہوں نے بڑی باقاعدگی کے ساتھ شیو کرنے کی تاریخ رقم کی۔

قسطنطین اعظم (Constantine) بادشاہ کے زیر اثر اور بعض دوسرے تاریخی حقائق کی وجہ سے عیسائی مذہب نے رومن کی لادینی روایات کو اپنے اندر جذب کر لیا اور یہی وجہ ہے کہ رومن کیتھولک کے پادری بھی رومن تہذیب وتمدن سے اس درجہ مغلوب ہوئے کہ انہوں نے بھی داڑھی مونڈنے کے عمل کو بلا چون وچرا اختیار کر لیا لیکن دوسری جانب مشرق کے عیسائی (Eastern Clergy) جنھیں رومن تمدن کی ہوا نہیں لگی تھی وہ بائبل کی اصل تعلیمات پر قائم تھے۔ انہوں نے بدستور داڑھی کا اہتمام کیے رکھا بلکہ مشرق کے عیسائی پادریوں نے رومن کے پادریوں کے داڑھی مونڈنے کے عمل کی کھل کر شدت سے مخالفت کی اور یہی وجہ ہے کہ تفریق اعظم کے دور میں جو کہ 1378 تا 1417 عیسوی ہے۔ رومن اور مشرق کے عیسائی پادریوں میں داڑھی جیسا مسئلہ ایک اہم موضوع بحث رہا ہے۔ تاہم رومن کلچر کے زیر اثر عیسائیت کو اتنا فروغ حاصل ہوا کہ آج دور جدید میں یورپ کی غالب آبادی داڑھی کے بغیر دکھائی دیتی ہے۔ حتیٰ کہ عوام الناس سے لے کر مذہبی رہنماؤں تک میں داڑھی صاف کرنے کا کلچر پایا جاتا ہے

اور انجام کار مسلمان بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر اس کلچر کی رو میں بہ گئے ہیں۔

یہاں یہ بات دلچسپ اور نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ اس کی تخلیق میں تبدیلی نہ کرو' سورۃ الروم میں آیا ہے جس کا انگلش ترجمہ اور اس سورت کا عنوان ''یورپی لوگ'' (The Romans) کیا گیا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفاً فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ o

(سورۃ الروم: 30)

''اے ایمان والو! پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا رخ اس دین کی سمت میں جما دو اور قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے' اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو مت بدلو اور یہی بالکل سچا دین ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں (قائم ہو جاؤ اس بات پر) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے''۔

مندرجہ بالا آیت کے بیان میں ''اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو مت بدلو'' سے مفسرین نے یہی مفہوم لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت کو مت تبدیل کرو۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت میں تبدیلی کرنے کی ممانعت اور داڑھی منڈوانے کو ساخت میں تبدیلی کے مترادف سمجھنا اور پھر اس حکم کا سورۃ روم میں ذکر آنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہی رومن تھے جنہوں نے سب سے پہلے شیو کرنے کے عمل کو متعارف کروایا اور آج بھی روم والوں کے وارث ''یورپ والے'' داڑھی کٹوانے کی سرپرستی ہر ممکن طریقے سے کر رہے ہیں۔

سکندر اعظم نے اپنے ماتحتوں کو صرف داڑھی نہ رکھنے کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ اس کو عملی

طور پر نافذ بھی کیا۔اس میدان میں وہ اکیلا حکمران نہ تھا بلکہ کچھ دوسرے حکمرانوں نے بھی اس طریقہ کو اختیار کیا۔مثلاً روس کے پطرس اعظم (Peter the great) نے اپنی مملکت کے ہر فرد پر ایک ایسا ٹیکس عائد کر دیا تھا جو کہ داڑھی رکھنے والے ہر شخص کو ادا کرنا ہوتا تھا۔علاوہ بریں اُس کے شاہی دربار کے کسی آدمی کو بھی داڑھی رکھنے کی اجازت نہ تھی۔اسی طرح قدیم فارس میں آگ کے پجاری بادشاہوں نے بھی شیو کرنے کی عادت کو اپنایا۔جس کی وجہ سے قدیم فارس کے عوام نے بھی محض بادشاہوں کی خوش نودی کی خاطر داڑھی کٹائی شروع کر دی۔ جب روس میں سوویت یونین کے نام سے ریاست قائم تھی اس وقت اس کی کئی ریاستوں میں مسلمانوں کے لیے داڑھی رکھنے پر پابندی تھی۔آج ترکی اپنے یورپی آقاؤں کی نقالی میں اس بات کا دعوے دار ہے کہ ترکی ایک سیکولر ریاست ہے تاہم اس کے متعدد اداروں میں داڑھی رکھنے کی ممانعت ہے۔لیکن سچ تو یہ ہے کہ ترکی ایک مذہب مخالف بلکہ حقیقت میں اسلام مخالف ریاست ہے نہ کہ لامذہب ریاست ہے۔یورپی ممالک میں مسلمان ترکی کی نسبت کئی گنا زیادہ آزادی سے اسلامی شعار بجالاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ داڑھی رکھنا تمام انبیا کی سنت رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغمبر بھی کسی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا وہ اس قوم کا روحانی لیڈر ہوتا تھا اور لیڈر کے لیے دوسری خوبیوں کے علاوہ اس کے چہرے کا باوقار اور جاذب نظر ہونا ضروری ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی مثال لے لیں جو اللہ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ہیں۔ اُن کی شخصیت بہت پرشکوہ تھی۔ مارون گراس ورتھ (Marvin Grosswirth) اپنی کتاب (The Art of Growing a Beard) میں اے این ڈیڈران (A.N. Didron) کی کتاب سے حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عیسیٰ کے دور میں ریاست یہودیہ (Judea) کے گورنر (Lentulus) نے رومن سینٹ کو ایک رپورٹ بھیجی جس میں اُس نے لکھا تھا:

"... At this time appeared a man who is still living and endowed with mighty power; his name is Jesus Christ ... the hair of his head is the colour of wine ... His beard is abundant, the same colour as the hair, and forked ..."**(1)**

''اس وقت ایک ایسا آدمی ظاہر ہوا ہے جو ابھی زندہ ہے اور جسے غیر معمولی روحانی طاقت حاصل ہے جس کا نام جیس کرائسٹ (Jesus Christ) ہے۔ اُس کے سر کے بالوں کا رنگ شراب کے رنگ کی طرح ہے۔ اُس کی داڑھی گھنی ہے۔ داڑھی کا رنگ بھی سر کے بالوں کی مانند ہے اور داڑھی کے بال کھڑے کھڑے ہیں۔''

چنانچہ تاریخ کا قدیم ترین ریکارڈ بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی داڑھی تھی اور مزید یہ کہ بائبل بھی اپنے ماننے والوں کو داڑھی رکھنے کا حکم دیتی ہے۔ البتہ کچھ جدت پسند عیسائی حضرات حضرت عیسیٰؑ کی اُس پینٹنگ والی تصویر سے ناخوش ہیں جن میں اُن کو داڑھی کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ (یاد رہے کہ اسلام میں کسی بھی جان دار کی تصویر بنانا حرام ہے کجا کہ پیغمبروں کی تصویریں بنائی جائیں) ابھی حال ہی میں پتہ چلا ہے کہ امریکن رومن کیتھولک اخبار کے کیتھولک رپورٹر آرٹسٹوں کے لیے ایک نئی سکیم کا اجرا کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی کوئی نئی تصویر تخلیق کریں جو کہ پرانی والی تصویر کی جگہ لے سکے کیونکہ پرانی تصویر ابھی تک لوگوں کے ذہنوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔ مائیکل فیرل جو اس اخبار کے ایڈیٹر ہیں وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ 21 ویں صدی کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ہمیں حضرت عیسیٰ کی کوئی نئے چہرے کے ساتھ تصویر پیش کرنی چاہیے۔ مسٹر فیرل کہتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا

---

1) Didron, A.N. (1886) Christian Iconography. New York: Frederick Ungar Publishing Co. : quoted in The Art of Growing the Beard (Grosswirth, Marvin)

کہ حضرت عیسیٰ کا نیا چہرہ اسی طرح داڑھی میں دکھایا جائے بلکہ ان کی نئی تصویر عصری تقاضوں کے مطابق ہو۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائی لوگ اس دعوے کے باوجود کہ حضرت عیسیٰ سے محبت کرتے ہیں، اللہ کے اُس جلیل القدر پیغمبر کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں۔ قول اور فعل کے اِس صریح تضاد میں بعض عیسائی حضرات اتنا آگے بڑھ گئے ہیں کہ محض تعصب کے زیرِ اثر وہ حضرت عیسیٰ کو کلین شیو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیونگ کا سامان بنانے والی کمپنیاں اور فیشن کی صنعتیں اشتہارات اور ٹی وی کے ذریعے سے بغیر داڑھی کے چہروں کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں:

داڑھی کے بغیر کلچر کو فروغ دینے میں کروڑوں اور اربوں ڈالر کے سرمائے سے چلنے والی شیونگ سے متعلق مصنوعات کی انڈسٹری کو بڑا دخل حاصل ہے۔ ایسی انڈسٹریاں ایک کثیر رقم شیونگ سے متعلق اعلیٰ مصنوعات کی ریسرچ پر صرف کرتی ہیں جس میں ریزر بلیڈ (razor blades)، شیونگ مشین (shaving machines) ، شیونگ کریم اور جیل (shaving creams and gels) اور آفٹر شیو (after-shave lotions) وغیرہ شامل ہیں۔ شیونگ مصنوعات تیار کرنے والی مشہور کمپنیوں میں جیلٹ (Gillette Company) ، وارنر لیمبرٹ (Warner-Lambert Company) اور امریکن سیفٹی ریزر کمپنی (American Safety Razor Company) شامل ہیں۔ ان کمپنیوں کا ایک مشترک مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے اندر ان مصنوعات کو استعمال کرنے کا شوق اور کشش اجاگر کی جائے۔ اب یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اگر تمام مرد حضرات داڑھی رکھنے کا فیصلہ کرلیں تو ان کمپنیوں کا بزنس ٹھپ ہو کر رہ جائے اور یہ بات ان کمپنیوں کو قطعاً پسند نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ

یہ کمپنیاں لاکھوں ڈالر محض اپنی مصنوعات کو بیچنے کے لیے صرف اڈورٹائزنگ کی مد میں خرچ کرتی ہیں۔

مثال کے طور پر 27 ستمبر 1989ء کے اڈورٹائزنگ ایج میگزین (Advertising Age magazine) کے شمارے میں جیلٹ کو امریکہ کی ایک سو مشہور کمپنیوں میں ۵۹واں نمبر دیا گیا جنھوں نے اپنی مصنوعات کی تشہیر کی مد میں بہت خطیر رقم خرچ کی (ان میں مشہور ترین مصنوعات ریزر اور بلیڈ ہیں) شمارے کی رپورٹ کے مطابق جیلٹ کمپنی نے 160.5 ملین ڈالر صرف اپنی اشیا کی تشہیر میں صرف کیے۔ 1988ء میں تشہیر کا یہ کام میگزین' اخبارات' ٹی وی نیٹ ورک' سیٹلائٹ ٹی وی' کیبل نیٹ ورک' ریڈیو نیٹ ورک اور سپورٹ ریڈیو سے لیا گیا۔ جیسا کہ توقع کی جا رہی تھی جیلٹ نے اڈورٹائزنگ کے ذرائع میں سے زیادہ تر ٹی وی کی خدمات حاصل کی ہیں۔ علاوہ ازیں رپورٹ کے مطابق جیلٹ نے ۱۹۸۹ء میں اپنی اڈورٹائزنگ کی شرح میں 45.5 فی صد اضافہ کرتے ہوئے اسی (80) ملین ڈالر تک صرف شیونگ مصنوعات کو فروغ دینے کے لیے صرف کیے۔ اس کے علاوہ نوے (90) ملین ڈالر اڈورٹائزنگ کی دیگر سرگرمیوں میں خرچ کیے۔ جن میں دس ملین ڈالر ڈسپوزایبل (disposable) مصنوعات کو فروغ دینے کی تشہیر پر صرف کیے گئے۔ اسی طرح ایک خطیر رقم دیگر کمپنیوں، جو کہ شیونگ کی مصنوعات بناتی ہیں، نے بھی اڈورٹائزنگ کی مد میں خرچ کرتی ہیں۔ شیونگ کی مصنوعات کی تشہیر کرنے کی ایک غرض بقول ان کمپنیوں کے نوجوان گاہکوں کو اپنی طرف کھینچنا ہوتی ہے کیونکہ ایک نوجوان ساری زندگی ان مصنوعات کو استعمال کرتا ہے۔

One of the purposes of advertisements promoting the shaving products is to "win back younger customers."**(1)**

مثلاً آیئے دیکھتے ہیں کہ شیونگ کی مصنوعات کوٹی وی کمرشل میں کس انداز میں پیش کیا جاتا ہے:

1) The Staff (1989). "100 Leading National Advertisers." Advertising Age 60(42): 70-75.

پہلے منظر میں ایک نوجوان آدمی کو شیو کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اگلے لمحے میں اُس کلین شیو جوان کو ایک خوبصورت عورت کے ساتھ خوش کن لمحات گزارتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ اس قسم کے ٹی وی کمرشل اشتہار دیکھنے والے کے ذہن میں ایک ایسا تأثر قائم کرتے ہیں کہ جیسے عورتیں صرف کلین شیو حضرات سے محبت کرتی ہیں۔

اسی طرح پرنٹنگ میڈیا کے اشتہارات میں (جن میں میگزین یا بل بورڈ شامل ہیں) ایسا اشتہار بذریعہ تصویر دکھایا جاتا ہے کہ ایک کلین شیو آدمی ایک خوبصورت عورت سے بغل گیر ہے اور ساتھ قریب میں ریزر، شیونگ کریم اور شیو کے بعد لگانے والا لوشن (after-shave lotion) پڑا ہے۔ زیرِ نظر کتاب کا مطالعہ کرنے والے حضرات نے ضرور مشاہدہ کیا ہوگا کہ آج کل کے دور میں پرنٹ میڈیا یا ٹی وی پر ایسی تصاویر کثرت سے دکھائی جاتی ہیں کہ ایک جوان کلین شیو حالت میں اور مضبوط پٹھوں (muscles) کے ساتھ دکھایا جاتا ہے۔ اس قسم کے اشتہارات یہ تأثر قائم کرتے ہیں کہ ایسی جسمانی ساخت کے لوگ ہماری سوسائٹی میں عام پائے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس آدمی کی تصویر کمرشل کے لیے لی گئی ہے وہ احمق آدمی روزانہ آٹھ دس گھنٹے محض اس لیے ورزش کرتا ہے تا کہ ایسے فضول کاموں کے لیے اپنا جسم دکھا سکے۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ایسا آدمی ایسی دوائیں (steroids) اور خوراک استعمال کرتا ہو جو جسم کی تیزی سے نشو ونما کرتی ہوں تا کہ ایسے اشتہار بنانے والی انڈسٹری میں ماڈل کے طور پر کام مل سکے۔ روزانہ معمول کے مطابق ورزش کرنا کوئی بری بات نہیں لیکن میڈیا کے ذریعے سے معاشرے کو دھوکا دینا یقیناً اچھی بات نہیں۔

مختصر یہ کہ مذکورہ بالا اشتہارات یا کسی چیز کی مشہوری کے لیے جو طریقے استعمال کیے جاتے ہیں وہ بالکل غیر فطری اور حقیقت کے بالکل برعکس ہیں۔ لیکن میڈیا کے تمام ذرائع سے جن میں پرنٹنگ اور الیکٹرانک میڈیا دونوں شامل ہیں، اور خاص طور پر ٹیلی ویژن کے ذریعے سے جس طرح فطری حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے اور اس وقت جو عورتیں اور مرد حضرات دیکھ

رہے ہوتے ہیں وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ مرد کے چہرے پر داڑھی کا نہ ہونا ہی ایک اچھی بات ہے۔ٹی وی کمرشل اتنی فنکاری سے پیش کیے جاتے ہیں جو اپنی چالاکی اور مہارت سے صارفین کی سوچ کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ٹی وی کی سکرین کا مسئلہ یہ ہے کہ اس پر ایک سیکنڈ کے آٹھویں حصے سے بھی کم وقت میں تصویر گزار دی جاتی ہے جیسا کہ نیل پوسٹ مین اپنی کتاب "The Disappearance of Childhood" میں لکھتا ہے:

> ''ٹی وی پر منظر دیکھنے سے فوری اثر قبول کرنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے نہ کہ کسی چیز کے متعلق گہرائی سے تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔اس کے لیے تخیل کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ کسی وہم وگمان کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طریقے سے ٹی وی پر کوئی انفارمیشن پیش کی جاتی ہے تو ناظرین کی تجزیہ کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور تبصرہ وتنقید کیے بغیر اس اطلاع یا انفارمیشن کی تعلیمات کو جذب کر لیتے ہیں۔اس لیے لوگوں کے ذہنوں پر ٹی وی کا اسی طرح اثر ہوتا ہے جیسے ہپناٹزم کے ذریعے سے کسی پر جادو کر دیا جاتا ہے۔'' **(1)**

اس کے علاوہ ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ان اشتہاری کمپنیوں میں کام کرنے والے کارکنوں کی بیشتر تعداد ایسے ماہرین کی ہے جنہوں نے اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگریاں نفسیات کے علم میں حاصل کی ہوتی ہیں۔ یہ ماہر لوگ ایڈورٹائزنگ کے میدان میں پہنچ کر بڑی گہرائی سے تحقیق کرتے ہیں کہ لوگوں کے ذہنوں کو کیسے مسخر کیا جائے۔ لہٰذا یہ لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ میڈیا کے ذریعے سے کس ماہرانہ انداز سے لوگوں کے ذہنوں کو متاثر کیا جاتا ہے۔ نیل پوسٹ مین (Neil Postman) ٹی وی کمرشل کے اثر ونفوذ کے متعلق رقم طراز ہیں: ''ٹیلی ویژن میں دکھائے جانے والے کمرشل یا اشتہارات کسی غور وفکر کی دعوت نہیں دیتے

---

1) Postman, Neil (1994) The Disappearance of Childhood. New York: Vintage Books.

ہیں بلکہ آنکھوں کو کوئی سین دکھا کر اپنے ہر مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ایسی جذباتی زبان استعمال کی جاتی ہے کہ جس کی تہ تک پہنچنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ۔اس لیے ٹی وی کمرشل کسی کی منطق کا تجزیہ کرنے کے لیے نہیں ہوتے اور نہ ہی انہیں رد کرنے کا کوئی محل ہوتا ہے اور یقیناً نہ ہی کسی بالغ نظری کی ضرورت ہوتی ہے جس سے یہ تصویری انقلاب رونما ہوا ہے۔ کمرشل پیش کرنے والے انسان کے متعلق یہ بات از خود سمجھ لی گئی ہے کہ کسی معاملے کی تہ تک پہنچنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی غور و فکر کی ضرورت ہونی چاہیے''۔ (بحوالہ: ایضاً)

ہمیں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ٹی وی کمرشل میں دکھائے جانے والی کثیر تعداد اُن مرد حضرات کی ہوتی ہے جن کی داڑھی نہیں ہوتی اور وہ بالکل کلین شیو ہوتے ہیں ۔چنانچہ ایسے اشتہارات دیکھ کر عوام کا فطرت (inherent nature) بہت بری طرح سے متاثر ہوتی ہے بلکہ مسخ ہو جاتی ہے۔

اسی طرح فلم انڈسٹری میں ایکٹروں کی اکثریت کلین شیو لوگوں کی ہوتی ہے اور فلمی صنعت کو چلانے والے لوگ ایسے ایکٹروں کو ایک مثالی انسان (role models) کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ ایکٹر حضرات بدترین زندگیاں گزارنے والے لوگ ہوتے ہیں ۔اِس طریق کار سے عوام بہت جلد متاثر ہوتے ہیں۔ نہ صرف متاثر ہوتے ہیں بلکہ جب کسی فلم میں ایک کلین شیو ایکٹر کو اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا نجات دہندہ ہے اور ہر دلعزیز شخصیت کا مالک ہے تو ٹی وی دیکھنے والے انسان کو متاثر ہوتے دیر نہیں لگتی۔

کلین شیو کلچر کو ترقی دینے میں فیشن انڈسٹری بھی کچھ کم کردار ادا نہیں کرتی۔ فیشن انڈسٹری کے لوگ جن میں اکثریت ہم جنس پرستوں (homosexuals) کی ہے اس کوشش میں رہتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے مابین فرق کو ختم کر دیا جائے تا کہ اگر عملاً عورت اور مرد کا امتیاز ختم ہو جائے تو اس طرح انہیں صارفین (consumers) کی کثیر تعداد مہیا ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ ہم جنس پرستی کے فلسفے کو بھی فروغ دینے میں مدد ملے گی اگر عورت مرد کے صنفی فرق کو

دھندلکوں کی نظر کر دیا جائے۔اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ہم جنس پرستی کے فلسفے کی راہ میں داڑھی کی موجودگی بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔کیونکہ داڑھی کا مرد کے چہرے پہ موجود ہونا عورت کے مقابلے میں ایک نمایاں فرق ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ عورت اور مرد حیاتیاتی اور نفسیاتی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن فیشن انڈسٹری اپنے مقصد کو پانے کے لیے ٹیلی ویژن اور پرنٹ میڈیا سے بھرپور استفادہ کرتی ہے اس مقولے پر عمل کرتے ہوئے کہ ایک تصویر ہزاروں الفاظ پر بھاری ہوتی ہے۔

یہ وہ تمام حقائق ہیں جو سب مل کر ایک ایسی سوسائٹی کو جنم دیتے ہیں جس میں داڑھی مونڈنا ایک معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔تاہم یہ اسلام کا حکم نہیں ہے اسلامی سوسائٹی کی اقدار بہت سے میدانوں میں مغربی غیر شائستہ سوسائٹی سے مختلف ہیں جیسا کہ ایک انگریز شاعر (Rudyard Kippling) رُڈیارڈ کپلنگ نے اپنی ایک نظم "مشرق اور مغرب" (The Ballad of East and West) میں کہا تھا:

OH, East is East and West is West,
and never the twain shall meet,
Till Earth and Sky stand presently
at God's great Judgment Seat.

"اوہ، مشرق مشرق ہی ہے اور مغرب مغرب ہی ہے اور ان دونوں کا ملاپ کبھی نہ ہو سکے گا، جب تک یہ زمین اور آسمان قائم ہیں حتیٰ کہ خداوند بزرگ و برتر روز حشر عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اپنا فیصلہ نہیں سنا دیتا"۔

یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ داڑھی صفاچٹ چہروں کا کلچر (clean-shaven face culture) مغربی تہذیب کا حصہ ہے۔عمرانی سائنس دان ڈینیل جی فریڈ مین اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ شیونگ کی جانب خصوصی توجہ دینا ایک ایسا معاشرتی ماحول پیدا کرتا ہے جہاں جوانوں کے لیے ہمہ وقت پذیرائی ہو اور بڑی عمر کے لوگوں کو نظر انداز کیا جائے اور دونوں صنفوں

کے واضح فرق کو بھی خاص اہمیت نہ دی جائے۔ ایسا کلچر جو شیو کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اسلامی مزاج سے بالکل لگا نہیں کھاتا۔ ایک حقیقی اسلامی معاشرے میں سب سے زیادہ عزت و وقار کا مستحق وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا انسان ہے۔ اس لیے اسلامی معاشرے میں جوانوں کو خواہ مخواہ اور بے جا اہمیت دینے کا مزاج نہیں پایا جاتا اور یہی وجہ ہے کہ جب ایک عورت جوانی کی حدود پار کر کے بڑھاپے کی جانب مائل ہوتی ہے اور اس کے اندر حقیقی کشش بھی ماند پڑ جاتی ہے تو ایک مسلمان معاشرے میں اس کی عزت و وقار میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی معاشرے میں ایک عورت اسی وقت تک توجہ کے لائق ہے جب کہ وہ اپنی جوانی کے عین شباب پر ہوتی ہے اور مزید یہ کہ وہ خوبصورت بھی ہو۔ آج کل مغربی کلچر میں ٹی وی کمرشل میں بارہ تیرہ سال کی لڑکی کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے وہ جنسی بھوک مٹانے والی کوئی شے ہو جیسا کہ نیل پوسٹ مین نے The Disappearance of Childhood میں بیان کیا ہے۔ اسکے برعکس اسلامی سوسائٹی کے اندر نامحرم مرد اور عورت یعنی دونوں جنسوں کے باہمی میل جول اور اختلاط کی اجازت نہیں ہے۔ مرد اور عورت کی ایک دوسرے سے مختلف حیثیت مانی جاتی ہے جس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ عورتیں مردوں سے کمتر ہیں۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عورتوں کی آزادی اور مساوات کو اس قدر تسلیم کرتا ہے اور فروغ دیتا ہے کہ شاید دنیا کا کوئی اور مذہب یا کلچر اس کے بارے میں سوچتا بھی نہ ہو۔ یہ اسلام کی عورتوں کو عطا کردہ آزادی اور خود مختاری ہی کا ثمر ہے کہ ہر پانچ انسان جو اسلام قبول کرتے ہیں ان میں چار عورتیں ہوتی ہیں یعنی نو مسلموں کی اکثریت خواتین پر مشتمل ہوتی ہے۔ آخر ان خواتین کو اسلام میں آزادی نظر آتی ہے تو وہ اسلام قبول کرتی ہیں۔ اس واضح اور ثابت شدہ حقیقت کے باوجود بھی مغربی میڈیا اسلام کے تصور حیات کی شکل بگاڑ کر ہی پیش کرتا ہے۔

"If God had wanted you to have a hairless chin, He would have given you one."

(Marvin Grosswirth)

''اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت اس بات کی متقاضی ہوتی کہ تمھاری ٹھوڑی پر بال نہ ہوں تو لازمی تھا کہ تمھاری ٹھوڑی کی تخلیق اسی حکمت کے مطابق کرتا۔'' (مارون گروس ورتھ)

"He that hath a beard is more than a youth, and he that hath no beard is less than a man."

(William Shakespeare - Much Ado About Nothing, act 2)

''ایسا انسان جس نے داڑھی رکھی ہے وہ ایک نوجوان سے زیادہ ہے اور جس نے داڑھی نہیں رکھی ہے، وہ مرد کے درجے سے کم ہے۔''

(ولیم شیکسپئر کے ایک ڈرامے کا ڈائیلاگ)

باب چہارم

داڑھی کیوں رکھنی چاہیے؟

اگر منطقی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ سوال کہ کسی نے داڑھی کیوں رکھی ہے تو سیدھی سی بات ہے کہ مرد کے چہرے پر بالوں کا اُگنا ایک فطری امر ہے۔ یہ سوال تو ان لوگوں سے کرنا چاہیے جو روزانہ شیو کرتے ہیں۔لہذا وہ بتائیں کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں اور اس کے پیچھے کیا حکمت کارفرما ہے؟ یہ تو ایسی ہی بات ہوئی کہ کوئی ڈاکٹر اپنے مریضوں سے ان کے صحت مند ہونے کے اسباب دریافت کرے۔نہیں بلکہ وہ تو اپنے مریضوں کی بیماریوں کے اسباب سے متعلق سوالات پوچھے گا۔اسی طرح جب درختوں پر پھل لگتے ہیں تو کسی کے دل میں ایسا کوئی خیال یا سوال نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہے۔لیکن اس کے برعکس جب درخت پھل پیدا نہیں کرتا تو پھر ہم اسباب کی تلاش میں پڑ جاتے ہیں۔اب جب کہ انسان اپنی فطری زندگی سے ہٹ چکا ہے مختلف اور طاقتور اسباب اس پر اثر انداز ہیں تو آج انسان یہ سوچ رہا ہے کہ داڑھی صرف خاص حالات کے تحت ہی رکھی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔اس ضمن میں ایک امریکن ڈاکٹر چارلس ہومر (Dr. Charles Homer) نے ان لوگوں کے رویے کے متعلق بہت دلچسپ ریمارکس دیے ہیں جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شیو کرنا ایک عام سی بات ہے۔

"مجھے ایک صاحب نے خط میں لکھا ہے کہ میں کوئی الیکٹرانک سے چلنے والی مشین ایجاد کروں تاکہ روزانہ شیو کرنے کے لیے جو وقت ضائع ہوتا ہے وہ بچ جائے اور یہ کام

مشین آناً فاناً کر دے۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ لوگوں کو یہ سوچ کر کہ داڑھی رکھنی چاہیے کیوں ایک خوف اور کپکپی کی سی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ لوگ بہت شوق سے سر کے بالوں کو اگا دینا پسند کرتے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ جب یہی بال چہرے پر اُگتے ہیں تو وہ انہیں نا مناسب اور ناپسند معلوم ہوتے ہیں۔ جب سر کے بال اُگنا بند ہو جاتے ہیں تو یہ کوشش کرتے ہیں کہ گنجے پن کے عیب کو کسی نہ کسی طریقہ سے چھپایا جائے لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ ایک آدمی روزانہ اپنے چہرے سے بالوں کو صاف (shave) کر لیتا ہے اور اسے ذرہ بھر بھی ندامت محسوس نہیں ہوتی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس واضح علامت کو ختم کر دیتا ہے جو کہ اس کی مردانگی کی واحد نشانی ہے''۔ (1)

ڈاکٹر ہومر کے مذکورہ بالا ریمارکس بڑی گہری بصیرت پر مشتمل ہیں۔ مردوں کے گنجے پن کے علاج کے لیے بے پناہ سرمایہ لگا کر ریسرچ کی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں آج کل امریکہ میں ایک طریقہ علاج یہ ہے کہ سر کے اوپر بذریعہ مشین فری بالوں کی پیوندکاری (surgical hair implant) کی جاتی ہے۔ گذشتہ باب میں ہم نے یہ تحقیق لکھی ہے کہ سر کے بال اور داڑھی کے بال ہر پہلو سے ایک جداگانہ خاصیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ داڑھی کے بال اپنی جسامت کے اعتبار سے سر کے بالوں سے تقریباً چار گنا زیادہ موٹے ہوتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر ہومر نے واضح کیا ہے کہ یہ ایک بڑی عجیب سی بات لگتی ہے کہ جب لوگ سر کے بال رکھنا ایک پسندیدہ عمل قرار دیتے ہیں اور داڑھی کے بالوں کی بات آتی ہے تو وہ ان کے لیے نامناسب بات ہو جاتی ہے۔

آج مسلم معاشرے میں داڑھی ایک ایسا امتیازی وصف ہے جو اسے دیگر قوموں اور معاشروں سے نمایاں فرق کے ساتھ پیش کرتا ہے حتیٰ کہ غیر مسلم ذہین افراد بھی اس حقیقت کا

---

1) مسلمان کی داڑھی اور اُس کی اہمیت، مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، مطبوعہ کراچی

اعتراف کرتے ہیں۔ مارون گراس ورتھ داڑھی کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"To this day, the beard carries great distinction among Muslims." **(1)**

''آج کے دور میں بھی داڑھی مسلمانوں کے اندر ایک نمایاں وصف اور امتیازی نشان کا درجہ رکھتی ہے''

مسلمانوں کا داڑھی سے باوصف ہونا ایسی امتیازی شان رکھتا ہے کہ ہندوؤں کی مذہبی کتب میں حضور ﷺ کی بعثت سے متعلق جو پیشین گوئیاں ملتی ہیں، ان میں صاف لکھا ہے کہ آنے والا پیغمبر اور اُس کے پیروکار داڑھیاں رکھے ہوئے ہوں گے۔ بھاوشا پوران ہندوؤں کی ساڑھے تین ہزار سال پرانی کتاب ہے جس کی اٹھارہ جلدیں ہیں۔ بھاوشا پوران میں لکھا ہے:

"A malicha (foreigner) will come.... His followers will be men circumcised, without a tail (on the head), keeping the BEARD, creating a revolution announcing the Azaan (the Muslim call for prayer) and will be eating all lawful things. They will eat all sorts of animals except swine. They will not seek purification from the holy shrubs, but will be purified through warfare. On account of their fighting the irreligious nations, they will be known as Musalmaans." **(2)**

---

1) Grosswirth, Marvin (1971) The Art of Growing a Beard. New York, Jarrow Press, Inc.

2) Bhavishya Puran, Pratisarag Parv III, Khand 3, Adhay 3, Slokas 10 - 27

''ایک غیر ملکی آئے گا۔ اُس کے ماننے والے مردوں کے ختنے ہوئے ہوں گے۔ سروں پر چٹیا نہ ہوگی۔ داڑھیاں رکھے ہوئے ہوں گے۔ اذان کہہ کر انقلاب برپا کریں گے (مسلمان نماز میں اذان کہتے ہیں اور جہاد میں بھی تکبیر کا نعرہ ''اللہ اکبر'' لگاتے ہیں) اور جائز اور حلال چیزیں کھائیں گے۔ وہ ہر قسم کے جانوروں کو کھائیں گے سوائے سور کے۔ وہ اپنے آپ کو پاک صاف کرنے کیلئے مقدس شراب نہیں پئیں گے بلکہ وہ جہاد کر کے پاکیزگی حاصل کریں گے۔ بے دین اور لا مذہب قوموں سے جنگ کرنے کے باعث وہ لوگ مسلمان کے نام سے جانے جائیں گے''۔ (بھاوشیا پوران)

یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب میں داڑھی رکھنے سے متعلق حکم:

داڑھی صاف کرانا یعنی شیو کرنا یہودیوں اور عیسائیوں کے صحیفوں میں بھی قطعاً ممنوع ہے۔ بائیبل میں اس کی کتاب احبار میں لکھا ہوا ہے:

"They shall not make baldness upon their head, neither shall they shave off the corner of their beard, nor make any cuttings in their flesh." (Leviticus 21:5)

''وہ لوگ سروں کو گنجا نہیں کریں گے نہ ہی وہ داڑھی کو کونوں سے ترشوائیں گے اور نہ ہی اپنے جسم کے گوشت پر کاٹ کر کوئی نشان بنائیں گے''۔

اسی طرح تلمود میں بھی لکھا ہوا ہے:

"The glory of a face is its beard." (The Talmud)

''چہرے کی شان وشوکت اس کی داڑھی کی وجہ سے ہے''۔ (تلمود)

کچھ یہودی اپنے مذہب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے داڑھی رکھتے ہیں اور انہیں اپنے

مذہبی احکام کی پابندی کرتے ہوئے کوئی شرمساری محسوس نہیں ہوتی اور یہ لوگ یعنی یہود امریکہ اور یورپ میں اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہیں۔ اسکے برعکس آج کے کئی مسلمان حضرات اپنے مذہب کے حکم کی تعمیل کے معاملے میں داڑھی رکھنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ ایسے ہی مسلمانوں کے متعلق اقبال نے کہا تھا:

ع ''یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کر شرمائیں یہود''

جہاں تک عیسائیوں کا تعلق ہے' بائیبل میں داڑھی سے متعلق واضح حکم ہونے کے باوجود اُن کی اکثریت داڑھی نہیں رکھتی۔ شاید رومن تہذیب کے ساتھ گہری جذباتی وابستگی کے باعث وہ ایسا کرتے ہیں۔ ہم پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ اہل روم اپنی داڑھی شیو کیا کرتے تھے۔ تاہم عیسائیوں کے گروہوں میں سے ایک گروہ کا تذکرہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ یہ لوگ آمش (Amish) کہلاتے ہیں۔

آمش لوگوں کا بائیبل کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے داڑھی کا رکھنا

آمش لوگ (Amish Christians) بڑی سختی سے بائیبل کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے داڑھی رکھتے ہیں اور شیو کرنے کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ لوگ جب شادی بیاہ کرتے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی داڑھی ہونی چاہیے۔ آمش قبیلے کی ابتدا کا علم ہمیں 1660ء میں سوئٹزرلینڈ کے حالات سے ہوتا ہے جب جیکب آمان (Jacob Ammann) نے اپنے آپ کو اُس وقت کے چرچ کی پابندیوں سے آزاد کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ جیکب آمان اور اس کے ساتھیوں نے ۱۷۲۸ء میں امریکہ کی جانب ہجرت کر لی تھی۔ (Pennsylvania) پنسلونیا کی ایک بستی (Lancaster County) لینکاسٹر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آج بھی آمش کمیونٹی کے افراد امریکہ کی تئیس ریاستوں کے علاوہ کینیڈا اور

میکسیکو میں پھیلے ہوئے ہیں۔مارشل اے ڈی سینگر (Marshall A. Dussinger) اپنی کتاب ''آمش کا ملک ایسی سرزمین جہاں بگیاں چلتی ہیں' داڑھیاں ہیں، بڑے بڑے سٹور ہیں، ننگے پاؤں چلنے والے لوگوں کی سرزمین'' میں لکھتا ہے کہ وہاں پر اکثر آمش لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔کیونکہ یہی ایک پیشہ ان کے مذہبی فلسفہ کے مطابق ہے۔لیکن اس کے علاوہ دیگر قسم کی تجارت بھی کرتے ہیں۔تاہم وہ لوگ بہت ملنسار اور پرامن لوگ ہیں۔وہ لوگ امن پسندی کی خیالی تصویر ہیں۔شاید اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آمش لوگ جدید مشینیں استعمال نہیں کرتے اور اپنے آپ کو جدید مادی مشینی کلچر سے دور رکھا ہوا ہے۔بقول علامہ اقبال ۔

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

وہاں جاکر سیاح حضرات کو یہ دیکھ کر حیرانی ہوگی کہ تمام آمش حضرات جو شادی شدہ ہیں انہوں نے داڑھیاں رکھی ہوئی ہیں۔آمش کے مرد حضرات کو داڑھی رکھنے کے سلسلے میں کسی قسم کا کوئی احساس کمتری نہیں ہے۔ وہ لوگ کیمرے سے اپنی تصویریں بنوانے اور تصویریں رکھنے کے بھی خلاف ہیں۔ وہ لوگ ٹی وی بالکل نہیں دیکھتے۔اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی مذہبی اقدار اور اپنی کمیونٹی کی بقا کا تحفظ کیے ہوئے ہیں۔جبکہ ٹی وی،خواتین ماڈلز کے اشتہارات، کیبل، انٹرنیٹ وغیرہ کسی بھی معاشرے کی حیاء کے لیے زہر قاتل ہیں۔ آمش حضرات کے نوجوان بھی بائبل کی تعلیمات پر اسی طرح جانثاری سے عمل کرتے ہیں جیسے ان کے بوڑھے۔

سکھوں کی مذہبی کتب میں داڑھی کی اہمیت

سکھوں کی مذہبی تعلیمات میں یہ حکم واضح طور پر ملتا ہے کہ جسم کے کسی حصے کے بال بالکل نہیں کاٹنے ہیں۔آج کے دور میں سکھوں کی ایک واضح اکثریت اپنے مذہب کی اطاعت

میں داڑھی رکھے ہوئے ہے اوراس بات پر وہ فخر بھی محسوس کرتے ہیں۔ دوسری جانب کچھ مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ دین اسلام کے واضح احکام کی موجودگی میں داڑھی رکھنے سے گریزاں اورشرمندہ ہیں۔سکھوں نے اپنی محنت کے بل بوتے پر حکومت انڈیا میں اعلیٰ عہدے حاصل کر لیے ہیں اور حکومت انڈیا بھی سکھوں کی محنت شاقہ کو دیکھتی ہے کہ ان سکھوں نے انڈیا میں صدارت کے عہدے تک حاصل کیے اور دوسری طرف انڈیا کی فوج میں اپنا امتیازی مقام منوایااور یہ سب کچھ وہاں سکھوں نے داڑھیاں رکھتے ہوئے حاصل کیا۔

جاپانی لوگوں میں داڑھی رکھنے کا رجحان

ابھی حال ہی میں جاپان کے لوگوں میں داڑھی رکھنے کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھا ہے اور یہ رجحان زیادہ تر اُنیس (۱۹) اور بیس (۲۰) سال کے نوجوانوں میں پایا جاتا ہے جو کہ حیران کن بات ہے جب کہ مغربی اور رومن کلچر میں انیس اور بیس سال کے جوان داڑھی رکھنا ایک بری بات سمجھتے ہیں۔جاپان کے لوگوں میں داڑھی رکھنے کی چھ مشہور وجوہات خیال کی جاتی ہیں:

1- جاپان کے لوگوں کی بڑھتی ہوئی خواہش ہے کہ داڑھی رکھی جائے جو کہ اپنی انفرادیت کے اظہار کے لیے ہے۔ چنانچہ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھنے سے ہم ایک دوسرے سے منفرد دکھائی دیں گے۔

2- جاپان کے لوگ داڑھی رکھنے سے اپنی اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو معلوم ہوسکے کہ ہم مرد ہیں۔

3- بہت سے جاپانی داڑھی کو فیشن کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح داڑھی کو رنگ دار کیا جاسکتا ہے۔داڑھی کی تراش خراش کر کے اسے اپنی حسب منشا شکل دی جاسکتی ہے۔

4- کچھ جاپانی مرد اور عورتیں داڑھی کا تعلق احساسات اور پرانی یادوں سے جوڑتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک چھپن سالہ جاپانی عورت ماضی کے دریچوں میں جھانکتی ہوئی کہتی ہے:

"When I see a beard, I recall the time my father returned from the war. He had a beard and I remember touching it."

''میں جب کبھی داڑھی دیکھتی ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ میرا والد جنگ سے واپس آیا ہے۔ اس کے داڑھی ہوا کرتی تھی اور مجھے ان لمحات کو یاد کر کے ایک تسکین سی ملتی ہے''۔

5- موجودہ دور میں جب کہ پوری دنیا سمٹ کر ایک دوسرے کے قریب ہو چکی ہے' جاپان کے لوگ مشاہدہ کرتے ہیں کہ اردگرد کے ممالک کے لوگوں نے داڑھیاں رکھی ہوئی ہیں اور وہ مختلف پیشوں میں اپنی پوری مہارت کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ یہ کیفیت بھی ان کے اندر داڑھی رکھنے کے شوق اور جذبے کو اجاگر کرتی ہے۔

6- جاپان میں کام کاج کی جگہوں اور سکولوں میں قوانین اور ضابطوں میں بہتری اور آسانی پائی جاتی ہے اس لیے بہت سے دفتروں میں اچھی پوزیشن پر کام کرنے والے لوگ حتیٰ کہ ہائی سکول کے طالب علم بھی داڑھی رکھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ **(1)**

داڑھی مردوں کے چہرے کے عیب چھپاتی ہے

مردوں کے چہرے پر نمایاں عیب کو چھپانے کے لیے داڑھی ایک زبردست قوت اور علاج کی طاقت رکھتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ داڑھی انسان کے چہرے کے خدوخال نمایاں کر کے اُس کی خوب صورتی میں اضافہ کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک آدمی جو کہ کمزور ہے اُس کی ٹھوڑی اندر کو دھنسی ہوئی ہے، داڑھی رکھنے سے نہ صرف اُس کا یہ عیب چھپ جائے گا بلکہ داڑھی اُس کے چہرے کو جاذبِ نظر بھی بنا دے گی۔ اسی طرح اگر کسی کے چہرے پر کسی زخم کا نشان ہے تو اُس کو بھی داڑھی رکھنے سے چھپایا جا سکتا ہے۔ ایسا انسان جس کے نچلے جبڑے کے پاس ایک مستقل جھری پڑ جاتی ہے وہ بھی داڑھی کی برکت سے غائب کی جا سکتی ہے اور چہرے کی رونق عود کر آتی ہے۔

---

1) (1997). "Bearded Communications." From The Hill 3(3). http://www.athill.com/english/English/no5/5 hill4.html

داڑھی رکھنے سے متعلق ایک نومسلم کی روحانی کیفیت

سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنی کتاب ''رسائل ومسائل'' میں ایک ایسے نومسلم کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس نے دین اسلام کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ جونہی اس نے اسلام قبول کیا، ساتھ ہی اس نے داڑھی بھی رکھنی شروع کر دی۔ ایک دوسرا مسلمان جسے اسلام وراثت میں ملا تھا اور وہ ''روشن خیالی والے اسلام'' کا پیروکار تھا، اُس نے نومسلم سے کہا کہ داڑھی رکھنا اسلام کے ضروری احکامات میں شامل نہیں ہے۔ لہٰذا تم نے داڑھی کو شیو کرنے سے کیوں ہاتھ روک لیا ہے؟ نومسلم نے کہا کہ مجھے ضروری اور غیر ضروری کا فرق معلوم نہیں ہے۔ میں تو صرف ایک بات جانتا ہوں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم داڑھی رکھیں۔ ایک ماتحت ملازم کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے افسر اعلیٰ کے ہر حکم کی بلا چون وچرا تعمیل کرے۔ ایک ماتحت ورکر یا ملازم کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس بات کی کھوج لگاتا پھرے کہ حکام بالا کا کون سا حکم ضروری ہے اور کون سا غیر ضروری ہے۔ (1)

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک نومسلم نے قرآن کے پیغام کو بخوبی سمجھ لیا تھا جب کہ ایک پیدائشی مسلمان ایک مسلم کے گھر پیدا ہو کر بھی مذہبی تعلیمات سے بے بہرہ رہا۔ مذہبی تعلیمات سے متعلق پیغام بھی یہ ہے کہ اسلام کے صرف چند احکامات کو ماننے کی بجائے مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر ماننا ہوگا۔

قرآن پاک میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ ہمیں یہ اختیار قطعاً حاصل نہیں ہے کہ اس کے احکامات میں سے ضروری اور غیر ضروری کی چھانٹی کرتے پھریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے''۔ (سورۃ البقرۃ: آیت ۲۲۸)

---

1) رسائل ومسائل، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مطبوعہ لاہور، اسلامک پبلیکیشنز

آج کے دور میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے مسلمانوں کے اندر سنت رسول ﷺ کے مطابق داڑھی رکھنے کا ذوق ہی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جن میں والدین بھی سرفہرست ہیں داڑھی رکھنے کی سنت سے منع کرتے نظر آتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے ایک حدیث میں اپنی پیغمبرانہ بصیرت کی بنا پر فرمایا تھا کہ لوگوں کے اندر اچھائی اور برائی کے معیار تبدیل ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں ایک طویل حدیث نبوی ﷺ حضرت ابو امامہ الباہلیؓ سے مروی ہے جس کا کچھ حصہ مندرجہ ذیل ہے:

قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا لَمْ تَأْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ تَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالُوْا وَكَائِنٌ ذَالِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ وَ اَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُوْنُ، قَالُوْا: وَمَا اَشَدُّ مِنْهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا رَاَيْتُمْ الْمَعْرُوْفَ مُنْكَرًا وَرَاَيْتُمُ الْمُنْكَرَ مَعْرُوْفًا ؟ قَالُوْا وَكَائِنٌ ذَالِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ نَعَمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ وَ اَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُوْن، قَالُوْا: وَمَا اَشَدُّ مِنْهُ يَا رَسُوْلَ ا للهِ ؟ قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا اَمَرْتُمْ بِالْمُنْكَرِ وَنَهَيْتُمْ عَنِ الْمَعْرُوْفِ؟ قَالُوْا وَكَائِنٌ ذَالِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ نَعَمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ وَ اَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُوْن، يَقُوْلُ اللهُ تَعالٰی: بِیْ حَلَفْتُ ،لَاُ تِيْحَنَّ لَهُمْ فِتْنَةً، يَصِيْرُ الْحَلِيْمُ فِيهِمْ حَيْرَانًا .

(عن ابی اُمامة الباهلی، رواه ابن ابی الدنیا و ابویعلیٰ) (1)

---

1) كنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال (جلد 3، صفحہ 688 ، حدیث نمبر 8468)

علاوہ ازیں، اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے "کتاب الامر بالمعروف و نهی عن المنکر" میں اور امام ابویعلی الموصلی نے "مسند ابو یعلی" میں صحابئ رسول ابو اُمامة الباهلیؓ کے واسطے سے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں کچھ ضعف ہے۔

’’حضور پاک ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اس وقت تم کیا کرو گے جب تم اچھائی کی تلقین چھوڑ دو گے اور برے کاموں سے لوگوں کو نہیں روکو گے (یعنی اسلامی سوسائٹی کے اندر) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسا بھی ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اِس سے بھی بدتر حالات پیدا ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس سے بھی بدتر حالات کیا ہو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تم کیا محسوس کرو گے جب ایک نیکی کے کام کو برائی سمجھا جائے گا اور برائی کا ارتکاب ایک نیکی کا کام تصور کیا جائے گا؟ تو صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ایسا بھی ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے بھی بڑھ کر برے حالات ہوں گے۔ تو صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اِس سے بڑھ کر اور کیا حالات برے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اُس وقت کے متعلق سوچو کہ جب تم برائی کا ساتھ دو گے اور اچھائی کے کاموں سے لوگوں کو روکو گے۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسا بھی ہونے والا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اِس سے بھی بدترین حالات پیش آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے مجھ سے عہد کر رکھا تھا میں ان لوگوں کو ایسے فتنہ اور امتحان میں مبتلا کر دوں گا کہ اُن میں سے جو صبر کرنے والا ہوگا اس کے حواس بھی کام چھوڑ جائیں گے اور وہ بھی حیران و پریشان ہوگا‘‘۔

اِس حدیث میں انسانی نفسیات کے معاشرتی پہلو کو پیش کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ اس حقیقت کو خوب جانتے تھے کہ جو معاشرہ وحی کے علم کی پیروی نہیں کرتا تو وہ کسی بھی مروجہ حقیقت سے انحراف بآسانی کر سکتا ہے۔ عمرانی اصولوں سے انحراف (deviance) کرنے کے معانی

قرآن وحدیث کے معنوں سے یکسر مختلف ہیں۔ سوشیالوجی یا علم عمرانیات کی رو سے ایسے افعال جن سے طبیعت پریشان ہوجاتی ہے وہ "deviance" ہیں۔ اسی طرح زندگی کا معمول کے مطابق ایک ہی ڈھب پر چلتے رہنا (norm) گویا سیدھے راستے پر چلنے کے مترادف ہے۔ گویا سوشیالوجی کی رو سے اچھی زندگی اور بری زندگی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ یعنی جب سوسائٹی میں اچھائیاں عام ہوں گی تو اس کا مطلب ہوگا کہ زندگی اپنی صحیح ڈگر پر چل رہی ہے اور برائیاں پسپائی اختیار کر گئی ہیں۔ لیکن اگر برائیاں معاشرے کے اندر غلبہ حاصل کرلیں تو معاشرے کے اندر برائی کو معمول سمجھا جائے گا اور اچھائی کی حیثیت ایک بے وقعت چیز کی ہوگی۔ چنانچہ قرآن کے مطابق حضرت لوط ؑ کو شہر محض اس بنا پر چھوڑنا پڑا کیونکہ وہ ایک پاکباز انسان تھے۔ حضرت لوط ؑ کی قوم اخلاقی اعتبار سے اتنی گر چکی تھی کہ ہم جنس پرستی جیسی لعنت پورے معاشرے کا معمول بن چکی تھی اور یہ لعنت اتنی عام ہو چکی تھی کہ پورے معاشرے کو یہ احساس تک نہیں رہا تھا کہ ہم کسی گناہ آلودہ عمل کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن پاک اور حضور ﷺ کی سیرت بڑی وضاحت سے نیکی اور بدی کی حدود بتاتی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں حضور ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کو یہی بات سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے جب کسی معاشرے کے اندر نیکی اور بدی کے معیار بالکل تبدیل ہوجائیں گے۔ مسلمانوں کے دلوں کے اندر معاشرے میں رائج برائیاں اس طرح گھر کرلیں گی کہ نیکی کا کوئی عمل بھی اپنی وقعت کے اعتبار سے بے معنی ہوجائے گا اور ایسا معلوم ہوگا کہ معاشرے کے مروج اصول صرف یہی ہیں۔ مسلمان معاشروں میں یہی تو آج کل ہو رہا ہے کیونکہ مسلمانوں نے قرآن پاک کے بتائے ہوئے واضح احکام بالخصوص اچھائی اور برائی سے متعلق اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیے ہیں۔ آج مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی پستی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جب ایک نوجوان کی داڑھی نکلنا

شروع ہوتی ہے اور اگر وہ داڑھی رکھنا شروع کردے تو اس کے والدین اسے جاہل اور دقیانوسی خیال کرتے ہیں۔اس طرح وہ والدین حضور ﷺ کی حدیث کی پیشین گوئی کے عین مطابق کام کرتے ہیں کہ نیکی کے کام سے منع کرتے ہیں اور برائی کا حکم دیتے ہیں۔آج کے دور میں بہت سے مسلمان نفسیاتی پراگندگی میں جی رہے ہیں جہاں ان کے لیے زندگی کا کوئی سیدھا راستہ متعین نہیں ہے' بلکہ خواہشات نفس کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔

ہم یہاں اُن جدت پسند اور روشن خیال مسلمانوں کے خیال کی تردید کریں گے جن کے خیال کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے داڑھی اس لیے رکھی تھی کہ اس وقت کے عرب معاشرے کے لوگ روایتی طور پر داڑھی رکھتے تھے اور چونکہ ان کے ہاں داڑھی رکھنے کا ایک مقبول عام چلن تھا اس لیے وہ لوگ داڑھی رکھتے تھے جبکہ ہمارے دور کا عام طریقہ شیو کرنا ہے اس لیے ہم اپنے دور کے رائج شدہ طریقوں کو دیکھتے ہوئے شیو کرتے ہیں۔لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ حضور ﷺ کے دور میں عرب معاشرے میں کچھ اور باتیں بھی رائج تھیں۔مثال کے طور پر عرب کے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے۔خانہ کعبہ جیسی مقدس جگہ کا بالکل مادر زاد ننگے ہو کر طواف کیا کرتے تھے۔داڑھی کو مینڈھیوں کی صورت میں بنایا کرتے تھے۔جانوروں کا خون پیتے تھے۔شراب اور جوا اُن کی زندگی کا معمول تھا۔تاہم حضور ﷺ نے ایسی کسی مروج بات کو نہیں مانا بلکہ اس کے برعکس اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ ان تمام فضول رسوم و رواج کو ترک کردیا جائے۔اِسی طرح آپ ﷺ نے کئی موقعوں پر اپنے صحابہؓ کو یہ تعلیم دی کہ اپنی داڑھیوں کو رکھو اور مونچھوں کو کترواؤ۔مثلاً جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو حکم فرمایا تھا: ''وضع قطع میں اپنے آپ کو مشرکین سے جدا رکھو (وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں کسی کو شریک خیال کرتے تھے) اپنی مونچھوں کو ترشواؤ اور اپنی داڑھیوں کو بچا کر رکھو یعنی کٹواؤ نہیں''۔ (راوی ابن عمر صحیح بخاری و مسلم)

آج کے دور میں داڑھی رکھنا کسی لحاظ سے بھی مسلمانوں کو درپیش مسائل کے حل کرنے میں مانع نہیں ہے

کچھ مسلمان یہ نقطہ نظر رکھتے ہیں کہ ہم ایسے دور میں سے گزر رہے ہیں جس میں اُمت مسلمہ کو اس سے زیادہ اہمیت کے حامل مسائل درپیش ہیں بہ نسبت اس کے کہ ہم شیو کرنے جیسے غیر اہم مسئلے میں اپنے آپ کو اُلجھائے رکھیں۔ لہٰذا مناسب ہوگا کہ ہم صرف اور صرف اپنی توجہ کا مرکز انتہائی ضروری مسائل کی جانب مبذول رکھیں۔لیکن ہمیں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ اگر ہم داڑھی رکھتے ہیں تو داڑھی کی موجودگی کسی لحاظ سے بھی مسلمانوں کے دوسرے مسائل کے حل کرنے میں کسی رکاوٹ کا باعث نہیں ہے۔ داڑھی رکھنے پر کوئی وقت ضائع نہیں ہوتا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شیو کرنے سے ضرور وقت برباد ہوتا ہے۔یہ معلوم حقیقت ہے کہ ایک عام انسان جو کہ پندرہ سال کی عمر سے اپنی شیو شروع کرتا ہے تو وہ اپنی زندگی کے اختتام تک 3350 گھنٹے محض شیو کرنے کی نذر کر چکا ہوتا ہے۔اِس لیے اگر ایک مسلمان داڑھی رکھنے کی پابندی کرتا ہے تو اِس طرح وہ اپنی زندگی کے تین ہزار تین سو پچاس گھنٹے بچا سکتا ہے بلکہ اِس قیمتی وقت یعنی 3350 گھنٹوں کو اُمتِ مسلمہ کو درپیش مسائل حل کرنے میں صرف کرسکتا ہے۔

باب پنجم

داڑھی سے متعلق تاریخی حقائق اور دلچسپ واقعات

جب ہم قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنا پیغام سچی کہانیوں کی صورت میں پیش کرتا ہے کیونکہ کہانی کی صورت میں جو سبق جس آسانی سے دماغوں میں اتارا جاسکتا ہے کسی اور طریقہ کار سے اتنا ہی مشکل کام ہے اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ کہانی ہماری تاریخ کا ایک حصہ ہوتی ہے اور قرآن پاک ہمیں تلقین کرتا ہے کہ تاریخ سے سبق سیکھیں۔ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ o (سورۃ الاعراف:176):

اے پیغمبران کو اگلے لوگوں کی کہانیاں سناؤ شاید کہ یہ اس سے نصیحت پکڑیں۔

امریکی نومسلم عالم شیخ حمزہ یوسف اپنی کتاب "Beyond Schooling" میں کہانیوں سے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں:

''جس طرح ہماری زندگی کو پانی کی ضرورت ہے اسی طرح ہماری زندگی کو کہانیوں کی ضرورت ہے۔ہمیں سچی کہانیاں بیان کرنے والوں کی ضرورت ہے۔قرآن احسن البیان ہے۔ قرآن کے اندر بہت سے سچے قصے اور کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔ بنی نوع انسان کو ایسی کہانیوں کی ضرورت ہے جن میں معانی ومطالب کی ایک دنیا آباد ہو''۔ **(1)**

---

1) Hanson, Hamza Yusuf (2001) Lambs to the Slaughter in Beyond Schooling. Canada: Ihya Productions.

ہم یہاں اس پیرائے میں کچھ سچی اور دلچسپ کہانیاں درج کریں گے جو تاریخی اعتبار سے سچی ہیں اور داڑھی کے موضوع پر ہمارے نقطۂ نظر کو مزید واضح کریں گی۔

میری ذاتی کہانی، خود اپنی زبانی

جب میں یونیورسٹی میں پڑھا کرتا تھا تو اُس دور میں مَیں نے داڑھی رکھنی شروع کی۔ اُس وقت وہاں پر ایک عیسائی عورت بھی کام کرتی تھی۔ جب اُس نے میرے چہرے پر داڑھی دیکھی تو مذاق اڑاتے ہوئے مجھ سے کہنے لگی: کیا تم آیت اللہ خمینی کی طرح بننا چاہتے ہو؟ اُس کے اِس سوال پر میں نے اُسے مسکراتے ہوئے جواب دیا: "نہیں میں اصل میں حضرت عیسیٰ کی مانند بننا چاہتا ہوں اور اِسی وجہ سے داڑھی رکھ رہا ہوں۔" چونکہ وہ عورت خود عیسائی تھی اس لئے یہ جواب سنتے ہی وہ لاجواب ہوگئی۔ اس کے بعد اُس نے آگے کوئی بات کہنے کی جرأت نہ کی۔

شیطان انسان کو بہت ہی نرم و نازک راہوں سے دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ جب میں انڈر گریجوایٹ تعلیم حاصل کر رہا تھا اور میری عمر تقریباً بیس برس تھی تو اُس دور میں شیطان نے میرے ذہن میں وسوسہ کاری کر کے اس دھوکے میں ڈالنے کی کوشش کی کہ میں جمعہ کا خطبہ کلین شیو کے ساتھ دوں گا تو وہاں مسلمان طالب علموں پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ داڑھی کی عدم موجودگی میں مسلمان نوجوان طلباء و طالبات مجھے ایک روشن خیال شخص سمجھیں گے اور اسلامی نظریات و عقائد اور تعلیمات بڑی آسانی سے پھیلائے جا سکیں گے۔ لہٰذا داڑھی والی رکاوٹ ہٹتے ہی تبلیغی مشن آسان ہو جائے گا۔ میں اِس شیطانی وسوسے میں پھنس کر کچھ عرصہ تک بغیر داڑھی کے جمعہ کا خطبہ کالج کی حدود کے اندر دیتا رہا لیکن ایک دو سال کے اندر اندر مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خیال القا ہوا کہ میں تلبیس ابلیس کا شکار ہو گیا ہوں۔ چنانچہ میں نے

اس وقت سے داڑھی رکھنے کا اہتمام کرلیا اور اپنے معمول کے مطابق جمعہ کا خطبہ شروع کر دیا۔ مجھے خود بھی یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ داڑھی رکھنے کے بعد جو خطبے میں نے دیے اس کے مسلمان طلباء و طالبات پر پہلے سے زیادہ اچھے اثرات مرتب ہوئے اور مجھے پتہ چلا کہ سنتِ رسول ﷺ سے ہٹ کر کوئی کام بھی اثر نہیں دکھا سکتا بالخصوص جب کہ اس کام کا مقصد ہی لوگوں کو سنت رسول ﷺ پر چلنے کی دعوت دینا ہو۔

مرزا قتیل کی ندامت اور توبہ کا واقعہ

مولانا محمد زکریا کاندھلوی اپنی کتاب ''مسلمانوں کی داڑھی اور اس کی اہمیت'' میں مرزا قتیل کی زندگی کا ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ مرزا قتیل اپنے وقت کے ایک مشہور صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ اُن کی شہرت کا چرچا سن کر ایک ایرانی آدمی بطور خاص ان سے ملنے کے لیے ایک لمبا سفر طے کر کے آیا۔ جب وہ ایرانی شخص مرزا قتیل کے پاس پہنچا تو مرزا صاحب اُس وقت اپنی داڑھی شیو کروا رہے تھے۔ ایرانی کو یہ دیکھ کر ایک دھچکا سا لگا۔ پوچھنے لگا کہ جناب والا آپ اپنی داڑھی مونڈھ رہے ہیں۔ یہ سن کر مرزا قتیل نے جواب دیا: ارے بھئی، میں اپنے چہرے سے صرف بال ہی کاٹ رہا ہوں لیکن میں کسی کا دل نہیں کاٹ رہا۔ یہ کہنے کے بعد مرزا قتیل غلط قسم کے صوفیانہ افکار کا پرچار کرنے لگے کہ تمھارے دل کو جو چیز اچھی لگے وہ تم کر سکتے ہو۔ لیکن تم اللہ کی مخلوق میں سے کسی کا دل نہیں دُکھاؤ۔

ایرانی یہ سن کر نہایت غمگین ہو کر مرزا کو کہنے لگا: تو پھر تم ضرور بالضرور حضور ﷺ کا دل دکھاتے ہو گے۔ تم کس طرح دعویٰ کرتے ہو کہ تم کسی کا دل نہیں دکھاتے۔ تم نے داڑھی مونڈھا کر یعنی شیو کروا کر ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سُنت کی نافرمانی کی ہے اور اِس طرح تم نے درحقیقت حضور ﷺ کا دل زخمی دکھایا ہے۔ جب مرزا قتیل نے ایرانی آدمی کے یہ الفاظ سنے تو وہ

بے ہوش ہو کر گر پڑے۔جب مرزا کو ہوش آئی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کی کہ وہ آئندہ شیو نہیں کریں گے اور ساتھ ہی ایرانی آدمی کے لیے جزائے خیر کی دعا کی جس کے باعث اُن کی غفلت میں پڑی ہوئی آنکھ کھلی تھی۔

جارج برنارڈ شاہ ریز ر بلیڈ بنانے والی کمپنی کے دام فریب میں نہ آئے

جارج برنارڈ شاہ برطانیہ کے ایک عظیم مفکر گزرے ہیں۔وہ داڑھی رکھنا پسند کرتے تھے۔ایک مرتبہ الیکٹرک شیو مشین بنانے والی ایک کمپنی نے ان سے بذریعہ خط رابطہ کیا۔انہوں نے اپنے خط میں لکھا کہ ہم نے ایک اُڑتی ہوئی افواہ سنی ہے کہ آپ بہت جلد اپنی داڑھی صاف کرنے والے ہیں اور اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہماری کمپنی کے لیے یہ باعث افتخار ہوگا کہ آپ اس کام کی انجام دہی کے لیے ہماری کمپنی کا بنا ہوا ریزر استعمال کریں اور ساتھ ہی ایک عمدہ اور جدید قسم کی الیکٹرک شیونگ مشین بھی بطور تحفہ بھجوادی۔اپنے جواب میں برنارڈ شاہ نے کمپنی کو لکھا:

''میں آپ کی ارسال کردہ شیونگ مشین آپ کو واپس بھیج رہا ہوں۔کیونکہ نہ ہی میرا کوئی اِس کو استعمال کرنے کا ارادہ ہے اور نہ ہی اپنی داڑھی کو ختم کرنے کا پروگرام ہے۔میں نے داڑھی کو چہرے پر رکھنے کے لئے اُگایا ہے۔میری داڑھی رکھنے کی وجہ بھی وہی ہے جو میرے والد کی تھی۔مجھے آج بھی وہ بات بہت اچھی طرح یاد ہے جو میں نے اس ضمن میں اپنے والد سے پوچھی تھی۔میری عمر اس وقت تقریباً پانچ سال ہوگی اور میں اپنے والد کے گھٹنوں کے پاس کھڑا رہا اور وہ شیو بنانے میں مصروف تھے اور میں نے ان سے پوچھا کہ ڈیڈی آپ شیو کیوں کرتے ہیں۔میرے والد نے ایک منٹ کے لیے خاموشی سے میرے

چہرے کو دیکھا پھر ریزر بلیڈ کو کھڑکی سے باہر پھینکتے ہوئے کہا: ہاں، آخر میں شیو کیوں کرتا ہوں، یہ میں نے اپنے لیے کیا مصیبت مول لے رکھی ہے، اُس دن کے بعد پھر میرے والد نے داڑھی نہیں کاٹی۔'' (1)

روس کی ملکہ معظّمہ کیتھرائن داڑھی والے افراد کی مداح تھی:

روس کی ملکہ معظّمہ روس کے پیٹر اعظم کی بہو تھی۔ پیٹر بذات خود ایک کلین شیو انسان تھا۔ ۱۷۰۵ء میں پیٹر نے اپنی رعایا کے داڑھی رکھنے والے تمام مردوں پر ٹیکس عائد کر دیا۔ اِس کے علاوہ اُس نے اپنے شاہی دربار میں کسی بھی درباری یا عہدہ دار کے لیے داڑھی رکھنے کی ممانعت کر دی تھی۔ اِس شاہی فرمان کا اثر یہ ہوا کہ کچھ لوگ ملک روس کو چھوڑ کر ہی چلے گئے کیونکہ وہ اپنی داڑھی کٹوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد کیتھرائن روس کی عظیم ملکہ بن گئی۔ کیتھرائن ایک ذہین خاتون تھی اور مردانہ وجاہت کی پرستار بھی تھی۔ ملکہ نے ۱۷۶۵ء میں اپنے سسر کے بنائے ہوئے قانون کو منسوخ کیا اور داڑھی رکھنے کی کھلم کھلا اجازت دے دی۔

یہ واقعہ اُن لوگوں کے خیال کی نفی کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ عورت کو مرد کی داڑھی پسند نہیں۔ اس واقعہ کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ پیٹر اعظم نے داڑھی کے مخالف قانون محض اس لیے بنایا چونکہ وہ خود ایک کلین شیو انسان تھا۔ ادھر ملکہ کیتھرائن ایک عظیم الشان رقبہ زمین کی بلاشرکت غیرے مالکہ وحکمران تھی۔ چونکہ اُسے مردوں کے چہرے پر داڑھی اچھی لگتی تھی اس لیے اس نے اپنی سلطنت میں مرد حضرات کو داڑھی رکھنے کی عام اجازت دے دی۔

---

1) Grosswirth, Marvin (1971) The Art of Growing a Beard. New York, Jarrow Press, Inc.

مادی لالچ میں آ کر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور دنیاوی فائدے سے بھی ہاتھ دھونے پڑے

جسٹس مولانا تقی عثمانی نے اپنی ایک کتاب ''خطبات اصلاحی'' میں ایک ایسے مسلمان کا واقعہ بیان کیا ہے جو ایک اسلامی ملک کا باشندہ تھا۔اس نے داڑھی رکھی ہوئی تھی اور روزگار کی تلاش میں تھا۔بالآخر اسے ایک کمپنی سے کال آئی کہ انٹرویو کے لیے حاضر ہو۔ جس آجر نے آدمی کو رکھنا تھا اس نے دوران انٹرویو کہا کہ میں آپ کو ملازمت تو دے سکتا ہوں لیکن اس کے لیے میری ایک شرط ہے۔ وہ یہ کہ تمھیں اپنی داڑھی صاف کروانا ہوگی اور میں تمھیں دو روز سوچ و بچار کے لیے دیتا ہوں تا کہ تم مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کرسکو۔ (1)

انسانی نفس اپنی مطلب براری کے لیے لاشعوری قوت اپنے اندر رکھتا ہے اور اس بنا پر بنی نوع انسان بڑی جلدی دھوکے میں آجاتے ہیں۔مادی لالچ نے اس آدمی کے ذہن کو یہ توجیہ پیش کی کہ بہر حال ملازمت کا حصول ایک اہم معاملہ ہے۔ایک داڑھی کے مسئلے کو چھوڑ کر باقی معاملات میں تو حضور ﷺ کی پیروی کی جاسکتی ہے۔اُس نے سوچا کہ صرف حضور ﷺ کی ایک سنت کو ترک کرکے میری مسلمانی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ داڑھی منڈوا کر نوکری کو حاصل کرلی جائے۔اگلے دن وہ آدمی پوری تیاری کے ساتھ کمپنی کے مالک کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ میں اپنی داڑھی صاف کرآیا ہوں کیا اب مجھے ملازمت مل سکتی ہے، تو مالک نے جواب دیا کہ میں تمھارا امتحان لے رہا تھا اور تم اس امتحان میں فیل ہوگئے ہو۔اگر تم اتنی سی بات پر اپنے اللہ کے حکم کی نافرمانی کرسکتے ہو تو پھر یہ یقینی بات ہے کہ تم کسی وقت بھی اپنی کمپنی کے مالک کی حکم عدولی کرسکتے ہو۔اگر ایک انسان تمام جہانوں کے پالنے والے رب سے مخلص نہیں ہے تو پھر اس سے یہ کیونکر توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ایک دنیاوی روزگار دہندہ سے امانت و

1) اصلاحی خطبات، جسٹس مولانا تقی عثمانی، مطبوعہ کراچی

دیانت کا معاملہ کرے گا۔لہٰذا مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں تمہیں ملازمت نہیں دے سکتا۔ چنانچہ اس مسلمان نے نہ صرف اللہ کے حکم کی نافرمانی کی بلکہ دنیاوی فائدے سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔بقول شاعر:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

پاکستانی کرکٹ کا کھلاڑی اور اُس کی داڑھی

پاکستان کی کرکٹ ٹیم کی تاریخ میں سعید انور کا نام کبھی نہیں بھلایا جائے گا۔اُن کا شمار اُن چند کھلاڑیوں میں ہوتا ہے جنھوں نے کرکٹ کی دنیا میں ان گنت رنز بنائے۔سعید انور نے 2001ء میں کرکٹ کے دیوانوں کو اس وقت حیران کر دیا جب انھوں نے ایک لمبی اور گھنی داڑھی رکھ لی جب کہ دوسرے کھلاڑی کلین شیو کی عام روش پر قائم رہے۔سعید انور جو کہ پیشے کے اعتبار سے ایک کمپیوٹر انجینئر تھے، ستمبر 2001ء تک مادہ پرستی کی دنیا میں آباد تھے اور عین اُس وقت ان کی بیٹی بسماء انتقال کر گئی۔اِس واقعہ نے ان کی زندگی کا زاویہ اور سوچ ہی بدل کر رکھ دی۔انہیں اس وقت اس زندگی کی بے ثباتی کا شدت سے احساس ہوا۔

ایک انٹرویو کے دوران جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ آپ جب دوسرے کھلاڑیوں کے سامنے داڑھی رکھ کر آئے تو آپ کو دیکھ کر اُن لوگوں نے کیسا ردِعمل ظاہر کیا تو انہوں نے بتایا:

"لوگ مجھے اِس حالت میں دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔مجھے اپنی بیٹی بسماء کے فوت ہو جانے کا اتنا صدمہ تھا گویا مجھ پر ایک سکتے کی سی کیفیت طاری تھی۔میں تو اندر سے اپنے غم میں نڈھال تھا لیکن مجھے لوگوں کے ردِعمل سے بہت حیرانی ہوئی۔لوگوں نے مجھ سے میری داڑھی کے متعلق سوالات شروع کر دیے کہ میں کیا تھا اور کیا بن گیا ہوں؟ تاہم میری عزت میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہوا۔آسٹریلیا کے کھلاڑی رُوکھے پن اور گندی

زبان کے لیے بہت مشہور ہیں۔گذشتہ جون میں جب میں کھیلنے کے لیے گیا تو ان کا ایک فاسٹ باؤلر گلین میک گراتھ(Glenn McGrath) کا کندھا مجھ سے ٹکرا گیا اور عام طور پر ایسا ہوتا تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ بکواس کر کے جاتا تھا۔لیکن اس دفعہ اس نے اپنی بانہیں میرے کاندھے پر ڈالیں اور کہنے لگا:''مجھے افسوس ہے، میں نے غلطی کی ہے۔''

''میری داڑھی نے میرے ذہن پر ایک عجیب قسم کا روحانی اثر چھوڑا ہے جو کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔جس طرح ایک سویٹر پہن کر جسم کو ایک گرمائش سی محسوس ہوتی ہے اسی طرح میری داڑھی نے میرے اردگرد کے لوگوں کو بہت متاثر کیا ہے۔وہ میری موجودگی میں ناشائستہ زبان میں گفتگو نہیں کرتے۔لہذا کی داڑھی وجہ سے میرے حواس خمسہ کو بری چیزوں کی یورش سے تحفظ مل گیا ہے''۔ (1)

امام فراہیؒ کی داڑھی کی اہمیت کے ضمن میں شیخ اصلاحی کو سمجھانے کی منطق

ایک دفعہ امام حمید الدین فراہی داڑھی کی فضیلت کے بارے میں مولانا امین احسن اصلاحی کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔مولانا اصلاحی کا موقف تھا کہ اسلام میں داڑھی کی اہمیت اور حیثیت انتہائی حد تک نہیں ہے۔امام فراہی نے سمجھانے کی کوشش کی کہ حضور ﷺ کی احادیث کی روشنی میں داڑھی کی کیا اہمیت ہے۔ جب امام فراہی نے محسوس کیا کہ وہ مولانا اصلاحی کو قائل کرنے میں ناکام رہے ہیں تو انہوں نے مولانا اصلاحی سے کہا: ''چلئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ اسلام میں داڑھی کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے لیکن کیا آپ اس بات سے انکار کرسکتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹی سی چیز ایک بڑی چیز کی یاددہانی کراتی ہے؟''

1) Khan, Sameem (16 January 2003). "Saeed Anwar: 'It is all from Allah'." Arab News. www.arabnews.com

مولانا اصلاحی نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو امام فراہی فرمانے لگے:

''جس طرح ایک چٹکی بھر خاک کو ہوا میں اڑانے سے ہم کو تیز آندھی کی سمت معلوم ہو جاتی ہے اسی طرح کسی مسلمان کے چہرے پر داڑھی کی موجودگی یا غیر موجودگی ہمیں اس بات کی اطلاع فراہم کرتی ہے کہ ایسے شخص کا اسلام کی جانب کتنی رغبت اور رجحان ہے''۔

جب مولانا اصلاحی نے یہ دلیل سنی تو وہ قائل ہو گئے۔ بعد میں انہوں نے لکھا کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کے ہاں داڑھی کا ہونا ایک ایسے آلے کی مانند ہے جیسے موسم کا حال جاننے کے لیے بیرومیٹر (barometer)۔ اسی طرح داڑھی بھی ایک ایسا بیرومیٹر ہے جس سے مسلمان کے دل کی اسلام سے متعلق محبت معلوم کی جا سکتی ہے۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ داڑھی بذات خود بڑی اہمیت کی حامل ہے اور یقیناً اسے یہ اہمیت حاصل ہونی چاہیے۔ **(1)**

ایک امریکن نومسلم کا داڑھی کے متعلق تاثر

ایک امریکن مسلم ڈاکٹر شاہد اطہر داڑھی کے متعلق اپنی کہانی بیان کرتے ہیں کہ بیس سال قبل جب وہ امریکہ آئے تھے تو انہیں یہ مشاہدہ کر کے بڑی حیرت ہوئی کہ بہت سے غیر مسلم جن میں موسیقار بھی شامل ہیں اور بہت سے دوسرے لوگوں حتیٰ کہ بڑے ذہین فطین کالجوں کے پروفیسروں نے بھی اسی داڑھیاں رکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی دیکھا دیکھی داڑھی رکھ لی۔ لیکن بعد میں پھر شیو کرا دی۔ اس کے بعد انہیں ان کا ایک پرانا مریض ملا اور دیکھتے ہی کہنے لگا کہ ڈاکٹر! داڑھی کے بغیر تم برہنہ (naked) دکھائی دیتے ہو۔ ڈاکٹر اطہر لکھتے ہیں کہ میں نے خود بھی محسوس کیا جیسے میرا چہرہ ننگا سا ہو گیا ہے۔ بالآخر ڈاکٹر اطہر نے داڑھی رکھنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے آپ سے سوال کیا کہ جب میں مرنے کے بعد زمین میں دفن کیا جا رہا ہونگا تو اُس وقت

---

1) مجموعہ تفسیر فراہی، دیباچہ از مولانا امین احسن اصلاحی، مطبوعہ فاران فاؤنڈیشن

میرا چہرہ کیسا لگنا چاہیے۔ڈاکٹر اطہر نے لکھتے ہیں: ''اب جب کہ میں آئینے میں اپنی شکل دیکھتا ہوں اور پرانی تصویر بغیر داڑھی دیکھتا ہوں تو مجھے واضح فرق دکھائی دیتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نے مکمل لباس پہنا ہوا ہے۔'' **(1)**

ایک نوجوان لڑکی کا خط لنکن کے نام جس میں ترغیب دی جاتی ہے کہ اگر وہ داڑھی رکھ لے تو عوام میں اس کی شہرت مزید بڑھ جائے گی

آج ہم امریکہ کے مشہور سابق صدر ابراہام لنکن کے متعلق جونہی سوچتے ہیں تو فوراً ابراہم لنکن (Abraham Lincoln) کا خاکہ جو ذہن میں ابھرتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک شخص داڑھی رکھے ہوئے سامنے کھڑا ہے۔حالانکہ بہت سالوں تک لنکن نے داڑھی نہیں رکھی تھی۔اس کی اپنی سیاسی پارٹی ممبروں نے بھی اسے داڑھی رکھنے کا مخلصانہ مشورہ دیا تھا کیونکہ وہ لنکن کی پتلی، سوکھی اور لمبوتری شکل سے خوف کھاتے تھے۔تاہم ایک نوجوان لڑکی نے لنکن کو داڑھی رکھنے پر قائل کر لیا۔اُس نوجوان لڑکی کا نام گریس بیڈل (Grace Bedell) تھا جو کہ گیارہ سال کی تھی۔

گریس بیڈل نیو یارک سٹیٹ کے ایک دیہات ویسٹ فیلڈ کی رہنے والی تھی۔ گریس، لنکن کی بہت تعریف کیا کرتی تھی۔ لیکن ایک مرتبہ گریس کا والد لنکن کی ایک تصویر گھر پر لایا۔یہ 1866ء کا زمانہ تھا اور اس وقت الیکشن مہم چل رہی تھی۔لڑکی تصویر دیکھتے ہی خوف زدہ ہوگئی۔اس نے دیکھا کہ لنکن کی عجیب بے ڈھنگی شکل ہے۔جبڑوں کے باہر لمبی لمبی لکیریں ہیں جو کہ شیو ہونے کے باعث اور بھی گہری ہوگئی ہیں۔لنکن کا یہ روپ دیکھ کر لڑکی پریشان ہوگئی۔ذیل میں اس لڑکی کے خط کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو اس نے لنکن کو لکھا اور جس نے

1) Athar, Shahid, M.D. The Story of My Beard.
http://www.kuwaitonline.com/islam/story/tsomb.htm

لنکن کو بالآخر داڑھی رکھنے کا قائل کر دیا۔

"I hope you won't think me bold to write to such a great man as you are but want you should be President of the United States very much. I have got 4 brothers and part of them will vote for you any way [since they were Republicans], and if you will grow your beard, I will try to get the rest of them to vote for you. You would look a great deal better for your face is so thin. All the ladies like whiskers [beard] and they would tease their husbands to vote for you and then you would be President." **(1)**

''مجھے امید ہے کہ آپ مجھے خط لکھنے پر ایک نڈر اور بے باک لڑکی خیال نہیں کریں گے۔ میری تو صرف یہ خواہش ہے کہ آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر بن جائیں۔ میرے چار بھائی ہیں اور ان میں چند ایک تو لازمی طور پر آپ ہی کو ووٹ دیں گے (چونکہ ان کا تعلق ری پبلکن پارٹی سے ہے) اگر آپ اپنے چہرے پر داڑھی اگالیں تو میں بھرپور کوشش کروں گی کہ باقی بھائی بھی آپ ہی کو ووٹ دیں۔داڑھی آپ کے لاغر چہرے کی دکھاوٹ کو بہت بہتر کر دے گی۔چونکہ عورتیں داڑھی پسند کرتی ہیں اس لیے سب عورتیں اپنی پسند کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے خاوندوں کو مجبور کریں گی کہ وہ سب آپ کو ووٹ دیں اور اس طرح آپ ملک کے صدر بن جائیں گے۔ **(1)**

لنکن نے لڑکی کو جواب لکھا کہ تم نے جو تجویز مجھے لکھی ہے ، میں اُس کے لیے تمھارا شکر گزار ہوں لیکن مجھے خدشہ ہے کہ اس قسم کی تجویز پر عمل کہیں غیر دانش مندانہ قدم نہ قرار پائے کیونکہ میں نے آج تک داڑھی رکھنے کی جسارت ہی نہیں کی۔تاہم اُس کے بعد لنکن نے

---

1) Holzer, Harold (1989). "Why Lincoln Grew a Beard." Cobblestone 10(1): 14-15.

نوجوان لڑکی گریس بیڈل کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے داڑھی رکھ لی اور چند ہفتوں بعد الیکشن میں لنکن کامیاب ہوگیا۔اپنے کامیاب ہونے کے بعد فروری کے مہینے میں لنکن جب ریاست الی نوائے سے واشنگٹن اپنی صدارت کے عہدے کا باضابطہ حلف اٹھانے کے لیے روانہ ہوا تو راستے میں نیویارک کے گاؤں ویسٹ فیلڈ میں اس نے اپنا سفر روک دیا۔لنکن ٹرین سے باہر نکلا اور پرجوش اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اِس گاؤں کی ایک لڑکی نے مجھے ولولہ انگیز خط لکھا تھا۔لنکن نے اپنی بات جاری کرتے ہوئے کہا:

"She asked me to let my whiskers [beard] grow, as it would improve my personal appearance. Acting upon her suggestion, I have done so. And now, if she is here, I would like to see her." **(1)**

''اس لڑکی نے مجھے لکھا تھا کہ اگر میں داڑھی رکھ لوں تو میری ظاہری دکھاوٹ بہت بہتر ہو جائے گی۔ میں نے اس کی تجویز پر عمل کر دکھایا ہے۔اب اگر وہ لڑکی اس ہجوم میں موجود ہے تو میں اُس سے ملنا چاہتا ہوں۔''

یہ کہنے کے بعد لنکن اپنی ٹرین سے باہر نکل آیا اور اس ہجوم کی طرف چل دیا جہاں گریس کھڑی ہوئی تھی۔لنکن نے لڑکی کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ اس نے اسے داڑھی رکھنے کی تجویز دی تھی۔بعد کے آنے والے سالوں میں جب امریکہ میں خونی خانہ جنگی ہوئی تو داڑھی والے لنکن نے اپنی ہمت واستقلال سے اپنی اہمیت واضح کردی اور پوری امریکن قوم نے تسلیم کیا کہ لنکن ایک سیاسی لیڈر ہی نہیں ہے بلکہ امریکن قوم کا باپ ہے جس کا نام '' Father Abraham ''ہے۔

---

1) Holzer, Harold (1989). "Why Lincoln Grew a Beard." Cobblestone 10(1): 14-15.

باب ششم

اختتامی کلمات

اِس کتاب میں جو مذہبی، سائنسی اور عمرانی معلومات فراہم کی گئی ہیں اُن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مردوں کے چہرے پر داڑھی کا اُگنا ایک قدرتی اور فطری عمل ہے اور یہ فطرت کے بنائے ہوئے قانون کے تحت ہے۔ جبکہ داڑھی کو شیو کرنا ایک غیر فطری اور مصنوعی عمل ہے جو کہ غیر اسلامی فکر سے متاثر ہو کر قائم کیا گیا ہے۔ آج مسلمانوں کے چہروں سے داڑھی کا غائب ہونا ایک بیماری نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑے مرض کی علامت ہے اور وہ مسلمانوں کے قلب وذہن میں موجود احساس کمتری (inferiority complex) ہے جو انہوں نے قرآن وسنت سے بیزاری یا مغربی تہذیب کی چکا چوند ترقی کی بنا پر اپنے اندر پال لیا ہے۔ اس احساس کمتری کی جھلک ہم مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبے میں دیکھ رہے ہیں۔ آج کل ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ایسے جدت پسند مسلمان بھی ہیں جو اسلام کی جدید شکل نہایت ہی معذرت خواہانہ انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اب اُن روشن خیال مسلمانوں کو اپنے خود ساختہ مفروضات سے رجوع کر لینا چاہیے۔ انہیں دنیا کو اس انداز سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ گوروں کی کالونی ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی اپنی ایک تابناک تاریخ ہے۔ مسلمانوں کی اپنی ایک منفرد پہچان ہے اور اس شناخت کو دوسروں کی خوش نودی کی خاطر کسی حال میں بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ہم مسلمانوں کی مذہبی شناخت ہونی

چاہیے بلکہ اسلامی معاشرے کی اپنی مخصوص پہچان ہونی چاہیے۔ہر عظیم قوم اپنے وجوداور پہچان پر فخر کرتی ہے۔مسلمانوں کے گروہ کی پہچان یہ ہے کہ اس کے مردوں کی داڑھیاں ہیں اور عورتوں کی پہچان ان کا باحجاب اور باپردہ ہونا ہے۔

داڑھی کے حوالے سے یہ عجیب بات ہے کہ داڑھی رکھے ہوئے مسلمان تو دن کے چوبیس گھنٹے حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہیں اور شیو کرنے والے مسلمان پورے چوبیس گھنٹے سنت رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ جو لوگ صبح اٹھتے ہی پہلا کام داڑھی کی شیو کا کرتے ہیں شیطان ان پر صبح ہی فتح حاصل کرلیتا ہے کیونکہ وہ سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی کررہے ہوتے ہیں۔اطاعت رسول ﷺ کی پیروی میں ہم اپنے آپ سے اور کیا توقعات وابستہ کرسکتے ہیں جبکہ صبح اٹھتے ہی اپنی پہلی جنگ ہم شیطان کے مقابلے میں ہار جائیں؟ لیکن یہ صورت حال ایسی بھی مایوس کن نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ سے توبہ کے دروازے ہروقت کھلے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے شرمساری کا اظہار کرتے ہوئے پھر اس کے اور اسی کے پیغمبر ﷺ کی مکمل اطاعت کا عہد کرسکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بات واضح کردینا بہت ضروری ہے کہ داڑھی کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس اور دلوں کا تزکیہ بھی کرتے رہنا چاہیے۔ہمارا اسلام سے تعلق روحانی بھی اور جسمانی بھی ہونا چاہیے۔یہی ایک سب سے بڑی وجہ ہے جس کی بناپر ہم دیکھتے ہیں کہ داڑھیوں کے بغیر کلین شیو چہرے اسلام کی روحانی قدرومنزلت سے قطعی ناآشنا نظر آتے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی یہ سوچے کہ پہلے میں اپنے دل کا تزکیہ اور صفائی کروں، پھر داڑھی رکھ لوں گا تو یہ بھی شیطان کی چال ہے اور دل کی روحانی بیماری۔ ہمارے پاس ایسا کوئی پاک صاف دل نہیں ہوسکتا جو بیک وقت دومتضاد چیزوں کا مسکن بن سکے۔یعنی ایک طرف اُس کے اندر خدائے پاک کی

محبت ہو لیکن اُس کے اندر حضور ﷺ کی نافرمانی کا جذبہ بھی جاگزیں ہو۔ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ہم مسلمانوں کو آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں اور غیر اہم اختلافی مسائل میں الجھا کر اپنا قیمتی وقت ضائع کریں ۔ بلکہ دوسروں کے لیے خیر خواہی اور درگزر کا جذبہ ہر وقت بیدار رہنا چاہیے۔ ہمارا مقصدِ حیات مسلمانوں کا اتحاد ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ماننے والوں کو ایک بہترین امت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّهُ ﴾(آل عمران:31)

''اے محمد ﷺ لوگوں کو بتادو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔''

مزید برآں ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ اگر ہم سنت رسول ﷺ کی پیروی نہ کرتے ہوئے محض اس بنا پر داڑھی رکھنے سے گریز کریں کہ لوگ کیا کہیں گے تو ذات باری تعالیٰ تو ان چیزوں سے اعلیٰ اور برتر ہے اور اس امر کی محتاج نہیں کہ اس کی خدائی میں کوئی کمی یا رکاوٹ آجائے گی۔ بلکہ انسان ہر وقت اس بات کا محتاج ہے کہ اپنے رب کی رضامندی حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے یہ بات بہت آسان ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی جماعت سامنے لے آئے جو اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو اور وہ ایسے لوگ ہوں گے جنھیں نہ تو اغیار کے طعنوں کا ڈر ہوگا (مثلاً داڑھی رکھنے پر گھر والوں اور دوستوں یا رشتہ داروں کے طعنے ،وغیرہ) اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی کا خوف دل میں ہوگا۔اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّهُ

بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ٥

''اے ایمان والو! اگر تم دین اسلام کی تعلیمات سے پھر جاؤ گے تو اللہ ایسے لوگوں کی جماعت کو لے آئے گا جو اللہ کو چاہتے ہوں گے اور اللہ ان کو چاہتا ہوگا اور وہ لوگ آپس میں اپنے مومن بھائیوں کے لیے نرم اور حلیم ہوں گے۔ کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہوں گے اور کسی ملامت کرنے والے کا انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ یہ اللہ کا فضل وکرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔''

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

کتاب ''داڑھی کی اہمیت'' نے جن کی زندگیاں بدل دیں!

قیصر مشتاق، راولپنڈی

اس کتاب کا عظیم احسان جو کہ میری زندگی پر ہوا، وہ اس کتاب کے مسودے کو پڑھ کر اور اس کی اشاعت کے دوران ہی سمجھ آ گیا کہ جو اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے حدیث بیان کی۔ ''کوئی انسان جو میری سنت کو زندہ کرے گا، وہ ایسا ہے گویا اس نے مجھے زندہ کیا۔''

ڈاکٹر گوہر مشتاق مجھے داڑھی رکھنے کی تبلیغ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے تھے لیکن جب یہ کتاب میرے ہاتھوں میں آئی تو میں نے اپنی سیفٹی (razor) کو خدا حافظ کہا اور فوراً داڑھی رکھنے کا فیصلہ کرلیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی بات حق اور سچ ہے جیسا کہ سورۃ روم میں کہا گیا ہے کہ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو مت بدلو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے اور نبی ﷺ کی سنت پر چلنے والا بنائے۔

چوہدری ایازالحسن، اسلام آباد

میں نے ڈاکٹر گوہر مشتاق کی کتاب ''داڑھی کی اہمیت'' پڑھی تو مجھ پر داڑھی جو کہ سنت رسول ﷺ ہے، کے علاوہ اور بھی بے پناہ فوائد عیاں ہوگئے۔ جن کو مصنف نے نہ صرف مذہبی بنیادوں پر بلکہ سائنسی لحاظ سے بھی ثابت کیا ہے۔ جس سے مجھے یہ سنت اپنانے میں بہت مدد ملی۔ اور آج میں داڑھی رکھنے کے بعد بہت اطمینان قلب محسوس کرتا ہوں۔ اور اس کے فوائد سے بھی فیض یاب ہو رہا ہوں، جس کا سارا کریڈٹ گوہر مشتاق کی کتاب کو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کام کا بہترین اجر عطا کرے۔ آمین

شاہد یوسف بٹ، آزاد کشمیر

ڈاکٹر گوہر مشتاق، امریکہ جیسے ملک میں رہ کر اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور ایک بہت ہی اعلیٰ مذہبی سکالر کے طور پر ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ ہمارے ہاں بہت سے ڈاکٹر صاحب ایک

علیحدہ حیثیت کے حامل شخصیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے یہ کام سائنسی اصولوں کے مطابق ثابت کر کے دلیلیں مانگنے اور حجت کرنے والوں کے منہ بند کر دیے ہیں اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام نہ صرف ایک لافانی اور لاثانی مذہب ہے بلکہ قیامت تک کے لیے تمام انسانوں کے لیے ہدایت اور علم کا سرچشمہ ہے۔

یہ کتاب پڑھ کر میرے جیسے بہت سے لوگ جو کہ داڑھی کے بارے میں اتنی معلومات نہیں رکھتے تھے، انہیں اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ڈاکٹر صاحب نہ صرف ایک اچھے اسلامی اسکالر ہیں بلکہ ایک سچے عاشق رسولؐ بھی ہیں۔میرے چھوٹے بھائی عامر یوسف بٹ نے ان کی کتاب کے چند صفحات پڑھ کر اپنا فیصلہ کر لیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں ہمارے لیے بھلائی ہی بھلائی رکھی ہے اور ہم اس سے لاعلم ہیں۔ڈاکٹر کوہر کی دیگر تصانیف کی طرح یہ بھی ایک بہترین کاوش ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اس خدمت کے صلے میں اجرِ عظیم عطا کرے۔آمین

اختر علی، راولپنڈی

اس کتاب کو پڑھتے ہوئے بجا طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ داڑھی کا رکھنا ہر اس مسلمان پر واجب ہے، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملے میں فیصلہ دیتے ہیں تو پھر کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔''

زیرِ نظر کتاب سے مذہبی جذبات پوری شدت کے ساتھ اجاگر ہوتے ہیں اور میرے جیسے ایک عام مسلمان کو بھی داڑھی رکھنے کی جانب راغب کرتے ہیں۔بلاشبہ ڈاکٹر کوہر مشتاق کی یہ کاوش مبارکباد کی مستحق ہے، کہ انہوں نے مجھے سنت کو مکمل کرنے میں بہت ساتھ دیا۔الحمدللہ۔اللہ تعالیٰ ڈاکٹر کوہر مشتاق کو دنیا و آخرت دونوں میں بھلائیاں نصیب کرے۔آمین

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆